

شمس الاسلام

ماہنامہ



شمالی پنجاب میں تبلیغ اسلام کا مرکز
جان مسد بکسرہ (پنجاب)

حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بکوی

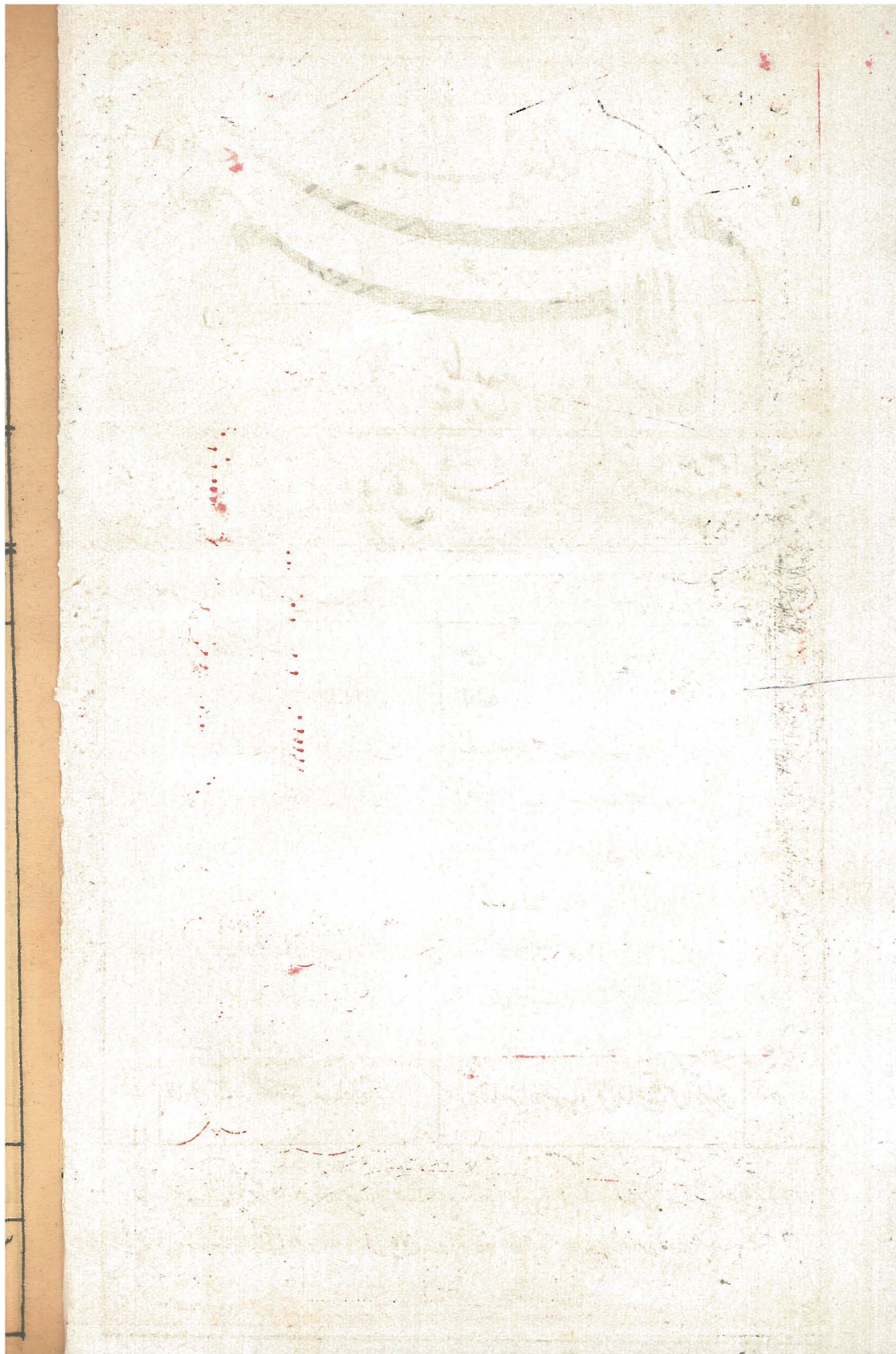
امیر حزب الانصار بمبئی

افتخار احمد بکوی

سالانہ چھپو

ڈیزل پریس

تحت ادارہ



شہد مانتا مہر

مقام اشاعت جامع مسجد بھیرہ

جلد ۹ بابت ماہ فروری ۱۹۳۸ء مطابق ذوالحجہ ۱۳۵۶ھ نمبر ۲

نمبر شمار	فہرست	مضامین	صفحہ
۱	شذرات	مدیر	۲
۲	باب المقننیر (معارف قرآن)	ادارہ	۹
۳	مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکی حدیث دانی	جناب مولوی حبیب اللہ صاحب بلخ حزب انصا بھیرہ	۱۱
۴	معرکہ یرموک (قیاض و عبا)	مولانا قطب الدین صاحب جھنگ	۱۵
۵	آخری نبی	مولوی حبیب اللہ صاحب بلخ حزب انصا بھیرہ	۱۹
۶	بخوم ہدایت	مولوی محمد حسین صاحب شوق پبلانوی	۲۱
۷	نگش رستی اور کلب علی رشیدی کی مولویں ملاقات	خانزادہ غلام احمد خان صاحب نگش سنگو	۲۳
۸	مرزا قادیانی کے دعویٰ ہندویت کی تردید	مولوی حبیب اللہ صاحب بلخ حزب انصا بھیرہ	۲۸
۹	حضرت مسیح کی فیکٹری میں تہیں	" " " " " "	۳۵
۱۰	فواد علی قاسمیہ تحقیق المسائل	مولانا پیرزادہ محمد بقاء الحق صاحب قاسمی امرتسری	۴۰

جلسہ سالانہ - اس سال حزب الانصار کا سالانہ اجلاس ۴ - ۵ - ۶ مارچ ۱۹۳۸ء مطابق یکم - ۲ - ۳ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ بھانجن بروز جمعہ ہفتہ اتوار بمقام جامع مسجد بھیرہ منعقد ہوگا۔
شائقین ان تاریخوں کو نوٹ فرمائیں۔

شذرات

نئے مہدی کا ظہور۔ مرزا غلام احمد صاحب قادری کا ایک اور قریب اور حلیت پیدا ہو گیا ہے سندھ میں ایک نئے مہدی کا ظہور ہوا ہے آپ کا اسم گرامی نور شاہ ہے آپ کی عمر سو سال کے لگ بھگ ہے آپ کا وطن قسطنطنیہ ہے آپ رنگ کے گندی اور قد کے متوسط واقع ہوئے ہیں آپ کی ریش مبارک سرخ ہے آپ کے دعاوی حسب ذیل ہیں۔

(۱) میں نبی کریم کا غم زاد بھائی ہوں (۲) قسطنطنیہ کا رہنے والا مہدی ہوں (۳) عجیب روحی نازل ہوتی ہے (۴) میرے پاس فرشتے بھی آتے ہیں (۵) ماہ محرم کے بعد سال رواں میں دنیا کے تمام بادشاہ میری ملاقات کو آئیں گے۔ جل جلالہ آپ کا سکھ بھی حل نکالے ریاست بہاولپور کے باشندے بالعموم اور ساکنان سکھ بالخصوص آپ کے مریدین رہے ہیں انہوں نے آپ ضلع سکھ کے کشن کے ہاں جلوہ فرمایا۔

اگر آپ یہ بتا دیں کہ آپ کیا کھاتے ہیں کیا پڑھتے ہیں کن احباب کی صحبت میں شب و روز بسر کرتے ہیں قسطنطنیہ میں آپ کا مشغلہ کیا تھا۔ آپ نے وہاں سے کیوں ہجرت گوارا فرمائی تو آپ کے دعاوی کی شرح بہرہ رسانی کی جاسکتی ہے ہر مدت یہ عرض کیا جاسکتا ہے کہ آپ کا (۱) نبی کریم کے غم زاد ہونے کا دعویٰ کرنا غالباً اس بنا پر ہے کہ آپ سندھ میں سکونت پذیر ہیں۔ سندھی غایت درجہ کے پیر پرست ہیں انہیں عباسیوں اور علویوں سے خاص الفت ہے اس لئے ان کی عقیدت آپ کے لئے مفید قرار ہو سکتی ہے قسطنطنیہ فردوس یورپ ہے سندھ ریگستان ہے آپ نے استنبول کو اس لئے اوداع کہا ہو گا کہ آزاد مسلم ممالک میں مہدویت و نبوت کے دعاوی آسان نہیں جنبل مرزا صاحب نے کابل اور عرب جابا اس لئے پسند نہ فرمایا کہ وہاں آپ کو زندگی سے محروم ہو جانے کا خطرہ تھا۔ و نور شاہ، بھی اکثر ترکی میں مہدی بنتے۔ تو یا کسی شفاخانہ امراض دماغی میں ہونے یا گولی سے اڑائے جاتے آپ کو وہ زمین پس آئی جو مہدویت کی کاشت کے لئے بہت مناسب ہے اور جہاں کا عالم یہ ہے کہ

کہاں ایسی آزادیاں ہیں میسر انا الحق کہو اور پچھانسی نہ پاؤ

(۲) وحی کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک شیطانی وحی ہے، قرآن مجید فرماتا ہے۔

کہ شیاطین اپنے اولیاء رفقاء کو اپنے مخصوص اشارات و کلیات سے اپنا ہم فہم ہونا بتاتے اور اپنے اسرار نامانی سے آگاہ کرتے ہیں۔ و نور شاہ کی وحی ایسی کارستانی معلوم ہوتی ہے۔

(۳) مرزا غلام احمد کے ہاں بھی فرشتوں کی آمد و رفت تھی۔ ان میں سے ایک فرشتہ حکیم نور الدین صاحب ہمارے ہ وطن بھی تھے۔ دوسرے فرشتے مولوی احمد رضا صاحب امر وی تھے۔ آخر الذکر فرشتہ صاحب نے مرزا صاحب کو بہت کچھ سکھایا۔ آپ کی تعریف میں مرزا صاحب نے فرمایا ہے اے پڑے دین محمد احسن را۔ تارک روزگارے بنم

مطلب یہ ہے کہ میں اپنی الہامی نظر سے دیکھتا ہوں کہ محمد احسن نے دین کی خاطر کاروبار بھی ترک کر دیا ہے اس فرشتے نے اپنی عمر کے آخری حصے میں مرزا صاحب کی نبوت سے انکار کر دیا۔ اور اپنے مرزا صاحب کے اس دعویٰ سے بھی منہ پھرت ہو گئے۔ گراپ احمد میں آپ کے نزدیک احمد و محمد نبی کریم کے اسمائے مبارک ہیں اور مرزا صاحب نے اسماء احمد کی جو تفسیر کی ہے وہ علمی لحاظ سے غلط ہے مولوی ثناء اللہ صاحب مدیر المحدث راتر سرکابیان ہے کہ مولوی محمد احسن صاحب مرزا صاحب سے کلیئہ الگ ہو گئے تھے اور یہ کہ آپ مرزا کی حیثیت سے فوت نہیں ہوئے۔ مرزا صاحب کے تیسرے فرشتے کا نام ٹی ٹی تھا۔ جیسے مرزا صاحب کے کامل فرشتے نور الدین صاحب تھے۔ آدھے فرشتے منجھرت فرشتے محمد احسن صاحب تھے۔ راز دار فرشتے خباب مستطاب ٹی ٹی صاحب تھے۔ اس نوعیت کے ایچی بھی فرشتے خباب اور شاہ صاحب کے حلقہ میں بھی ضرور ہونگے اور یوسوس فی صدور الناس کی تصدیق و توثیق میں تہمت ہونگے۔

رہا ممکن ہے۔ کہ نور شاہ کی ملاقات کے لئے بادشاہ آئیں اور محرم کے بعد سال رواں میں آئیں اس لئے کہ ملاقات کا لفظ تاویل طلب ہے خدا معلوم اس ملاقات کا تعلق عالم خواب سے یا جان بیداری سے۔ بادشاہ بھی کئی قسم کے ہیں محرم بھی تاویل طلب ہے۔ سال رواں بھی کچھ کا کچھ بن سکتا ہے۔ اس لئے کہ ان مدعیوں سے یہ توقع رکھنا کہ وہ کوئی عجیبی تلی سیدھی سادھی سنا بات کریں۔ ناممکن ہے۔

سچا مہدی عزیز و حضور نے سچے مہدی کی پہچان صاف الفاظ میں یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ آپ سے ہوگا مثلاً آپ نے فرمایا المجدی منی۔ مہدی مجھ سے ہے آپ کا یہ ارشاد بوداؤدین ہے ابو سعید خدریؓ اس کے راوی ہیں۔

مثنیٰ کی شرح آپ نے یہ بیان فرمائی کہ اسماء اسمی اس کا نام ہوگا جو میرا نام ہے (واہم اسماء اسمی جی را سکہ والد کا نام وہ ہوگا۔ جو میرے والد کا ہے۔ آپ مکہ میں ہونگے۔ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ آپ جسنی ہونگے۔

آپ کیوں آئیے گئے حضور کا ارشاد تہلاد اراض قسطا وعدلا آپ زمین کو قسطا و عدل سے بھر دینگے، آپ کو حالانہ اقتدار ہوگا۔ آپ کی آمد سے قبل اس وقت کی دنیا کا نقشہ کیا ہوگا کمال ملت ظلما وجورا (مہدی زمین کو اس طرح داد و انصاف سے بھر دینگا۔ جیسا کہ وہ ظلم اور سختیوں سے بھر پور ہوگا۔

مختصر یہ کہ زمین آماجگاہ ظلم ہوگا۔ مہدی کے عہد میں انصاف و عدل ہوگا جس شخص کو خدا نے تقویٰ ہی بصیرت بھی مرحمت فرمائی ہے اس پر عیاں ہو سکتا ہے کہ مہدی صاحب اقتدار ہونگے انہیں سیاسی قوت نصیب ہوگی۔ سلطنت اسلامیہ میں انہیں نقاب اطلاق کا مقام حاصل ہوگا۔ گویا مہدی کے لئے مکی ہاشمی جسنی مقتدر تختار ہونا لازمی ہے ضروری ہے کہ اس کا نام محمد ہو اور ان کے والد محترم کا اسم مقدس عبد اللہ ہو۔ قدرت کا یہ راز قابل التفات ہے کہ مرزا صاحب نے احمد ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا احمد حجابی نام ہے اور محمد حجابی۔ محمد (مرزا) میں جمال ہے حلال نہیں حضور فرماتے ہیں کہ مہدی کا نام محمد ہوگا۔ لہذا غلام احمد مہدی ہے اور نور شاہ مہدی کے والد کا نام عبد اللہ بتایا گیا ہے معلوم نہیں کہ نور شاہ کے والد کا نام کیا ہے لیکن مرزا صاحب

میں یہ صفت بھی نہیں ان کے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ تھا۔ نور شاہ صاحب کی جائے ولادت مسططنیہ ہے مرزا صاحب قادیان میں پیدا ہوئے۔ مہدی ضروری ہے کہ کبھی ہو۔ لہذا نہ نور شاہ مہدی ہے اور نہ مرزا صاحب مہدی ہیں۔ زمین میں مال اور قسط کی فراوانی اور ظلم و جور کی پامالی مرزا صاحب کر سکے اور نہ نور شاہ کر سکتے ہیں، وہ کام "مہدی" ضرور کر سکیں گے ہمارا فرض ہے کہ نام نہاد درہندوں کی دھڑلے سے تردید کریں اور سچے مہدی کی عقیدت سے سرشار رہیں۔

اچھوت کا نفرس اور اسلام۔ جنوبی ہندوستان کے ایک مقام بنام "نالادائی" میں دیودار عیسائی اچھوتوں کی ایک کانفرس ہوئی۔ ۴۰ دیہات کے اچھوت حضرات متذکرہ کانفرس میں شرکت آکر ہوئے اسی ذمہ دارانہ نجات میں تقرر کر کے ہوئے ایک اچھوت لیڈر راکرٹری کہا کو نوم کاسٹ لس کھتھوگ اسیوسی ایشن نے ارشاد فرمایا

"اے میرے ہم قوم بھائیو! اگر آپ معاشرتی تکالیف سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور آپ کو مساوات کا حصول مطلوب ہے تو آپ مذہب اسلام قبول کر لیں۔ کیونکہ دنیا کا کوئی مذہب اسلام سے بڑھ کر ہی خواہ مخواہ نہیں۔ اسلام میں ذات پات کی قطعاً کوئی تفریق نہیں۔ اسلام کے نزدیک انسان ہونے کے لحاظ سے زمیندار، تاجدار، اور کاشتکار مساوی الیحدیت ہیں ہندوستان کا مستقبل اسلام کی اشاعت سے وابستہ ہے۔"

یہ الفاظ محتاج تشریح نہیں کاش کہ ان کا ایک حرف ہمارے اشرہب خدیہ تبلیغ کے حق میں تازیانہ ثابت ہو۔ کانفرس میں اس مضمون کی قرارداد پاس ہوئی۔ کہ

"رکھلیساؤں کو تنہا کیا جائے۔ اگر انہوں نے دواہ کے اندر اپنے رویے میں مساوات نمائندگی نہ کی۔ تو اچھوت اس مذہب کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے جو واقعی علمبردار مساوات ہے۔"

کاش کہ کوئی مسلمان ابنِ برادران محترم کی خدمت میں یہ پیام عرض کرے کہ عزیزانِ ابنِ آپ عیسائیت سے مساوات کے طالب ہیں کیا حبشہ کا جدید تجربہ آپ کے لئے کافی نہیں؟ آپ کو جس متاعِ گرانمایہ کی تمنا ہے وہ اسلام کے دامن میں ہی ہے۔ بھائیو! نیکی میں توقف مناسب نہیں۔ ضرورت ہے کہ ہمارے علماء و روحانوا ایک اچھوت فاضل کے اس ارشاد پر خاص توجہ فرمائیں کہ

ہندوستان کا مستقبل اسلام سے وابستہ ہے۔"

تاجدارِ ایران زندہ باد، شہر یارِ ایران رضا شاہ پہلوی نے تبرکاً کو فنا و نمانع فرمادیا ہے۔ آپ نے ماتم اور سنیہ کو بی پرانی بیاں عائد کر دی ہیں۔ ان علماء و مجتہدین کو جو شیعہ و سنی کے تفرقے کو تقویت دیتے تھے سنگین سزائیں دی ہیں۔ آپ نے ظلم و ستم و استبداد کے مہم جوئی کا فرمان جاری کر دیا ہے ایران کی وزارتِ مصارف نے اہل ملک سے اپیل کی ہے کہ جو روپیہ مجالسِ غرا اور تحریکِ داری کی مسرفانہ رسوم پر خرچ کیا جاتا ہے وہ آئندہ تعلیمِ جمہور کے لئے وقف کر دیا جائے۔

خدا کرے کہ تاجدار ایران نادر شاہ ثانی ثابت ہو۔ ہمارے شیوہ صاحبان چونکہ مراسم کو فرائض میں سے بلکہ شعار اسلام تصور کرتے ہیں۔ ان پر واجب ہے کہ تقیہ سے بے نیاز ہو کر ایران پہنچ کر اشاعتِ حق کریں۔ اس ضمن میں ہم اپنے برادرانِ احب سے پوری دلسوزی سے عرض کرتے ہیں کہ جب شیعیت کے مرکز سے تقریر داری کی مسرقانہ رسوم کے خلاف جدائے احتجاج بلند ہوئی ہے تو کیا ان کا فرض نہیں ہے کہ ان تمام مراسمِ محرم سے یکسر ناٹ ہو جائیں جن کا اوکاڑا اہلسنت کے نزدیک پرلے درجے کا گناہ ہے جو روپیہ مندوں، تعزینوں وغیرہ رسوم پر اہل سنت برادرانِ ملت ضائع کر کے دینی و دنیوی نقصان برداشت کرتے ہیں۔ کیوں نہ اے اشاعتِ اسلام پر صرف کیا جائے۔ غرب الانصار کے مبلغین انشاء اللہ الغریب سی دنیا کو ان امور کی جانب متوجہ فرمائیں گے۔ ضرورت ہے کہ دیگر مجالسِ اسلامی جو اس باب میں اہلسنت سے متفق ہیں اپنے طریق پر اس کا زہر میں جھیلیں۔ محرم کی بدعات سے عوام کو روکنا تبلیغ اور اصلاح قوم کا نایاب ضروری فرائض ہے ان رسومِ فتنہ کا انسداد ملتِ اسلامیہ کے حق میں ہر قسم کے دینی و دنیوی فوائد لئے ہوئے ہے۔ عوام میں رخصت کا فروغ انہی رسوم سے ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی پاک کمانی ان ناجائز مراسم میں برباد ہو جاتی ہے۔ غیر مسلم حضرات انہی رسوم کو دیکھ کر فرزندانِ توحید کو بت پرستی اور تصویر پرستی سے متحم کرتے ہیں جنہد دنیا ان رسوم کو علاماتِ جاہلیت تصور کرتی ہے ہمارا فرض ہے کہ ان پٹنسی بھائیوں کو ان زخموں سے بچائیں،

پہرہ آخر کار یورپ میں بھی یہ احساس پیدا ہو رہا ہے کہ سننورات کی مادر پدر آزادی بربادی کا پیش خیمہ ہے۔ جرنی کے ڈکٹیٹر ٹھہرنے خواتین کو دفاتر سے حکماً برطرف کر دیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ عورتوں کے لئے بہترین مقام گھر ہے۔ مسولینی نے خواتین کے نیم عریاں لباس کے خلاف سختی سے ٹولس لینا شروع کر دیا ہے روس کے محکمہ قوج نے اپنا تجربہ بیان کیا ہے کہ شکسین سننورات کا وجود مفید نہیں۔ ضرورت کے وقت ان سے فوجی خدمات لی جاسکتی ہیں لیکن چھپاؤنیوں یا دلاڑی جبرید میں ان کا فوجیوں سپاہیوں کے ساتھ ہونا مناسب نہیں۔ خلاف ازیں خواتین وطن کی دیکھا دیکھی بعض تعلیم یافتہ مسلمان بہنیں بھی پردہ کے خلاف بہ شرت مغرض ہوتی ہیں۔ اور علماء کو برا بھلا کہہ کر اپنے دل کی بھڑاس نکال رہی ہیں اکثر تعلیم یافتہ جوانانِ ملت بھی ان کے ہم نوا ہیں۔ اور تجربہ کار خدا م قوم کے خلاف جوشِ شباب کا اظہار فرما رہے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ اسلام پردے کا حامی نہیں اور یہ جیسے علماء کی اختراع ہے۔ کاش کہ بغیر رہنمیں بطرح اوصاحبان کے خیالات ٹھنڈے دل سے سنتی ہیں یا عزیز جوانانِ فضلاء مغرب کی تحریرات کو جس ادب و عقیدت سے پڑھتے ہیں اسی طرح غریب بولو یوں کی گزارشات پر بھی سکون خاطر ملتا ہے ہوں۔ سنئے سننورات سے پہلے مردوں کو حکم ہوتا ہے کہ غصہ ابصر سے کام لیں۔ مثلاً قرآن پاک میں ہے (۱) قل للمؤمنین بغضوا من البصار اھم۔ اے نبی آپ ہمنوں سے فرمادیں کہ وہ اپنی بعض آنکھیں نیچی رکھا کریں یہ حکم نہیں دیا۔ کہ ہر وقت آنکھیں نیچی کر کے چلیں بلکہ بعض نگاہوں کو سٹ کرنے کا حکم دیا ہے من البصار اھم میں جو لفظ من ہے اسے تفسیر یہ کہ جس کا ترجمہ ہے "بعض" البصار بصر کی جمع ہے (۲) و محفوظوا فر و جھم اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں کوئی ایسی بات نہیں جو ان کی صحت ان کی

سیرت یا ان کی قوت ایمانی کے حق میں مضرب ہو۔ (۳) ذلک اذکی العصبہ۔ یہ احکام ان کو پاک کرنے والے ہیں۔ اس ٹکڑے میں احکام کی حکمت بیان کی گئی ہے کہ ان پر عمل سپر ایوناد کی صفائی اور سیرت کی طہارت کے لئے لازمی ہے مرد کا عورت کو گھور کر دیکھنا یا عورت کا مرد کو ٹٹٹکی یا نڈھ کر دیکھنا مفید نہیں نظر بطاہر ایک نفعی اور ملکی ہی شے ہے لیکن اس کا اثر بہت زیادہ ہے۔ گھڑی کی بال کمانی چھوٹی ہی ہوتی ہے لیکن گھڑی کا چلاؤ ٹھہراؤ اور ٹھہاؤ اسی پر موقوف ہے۔ ایسے ہی کان کے پڑے پر آواز کی دھیمی ہی سرسراہٹ مستساہٹ یا آہٹ غایت درجے کا اثر کرتی ہے تاکہ نہ نکلے ہوئی۔ ستی سی شماع کا جب تصادم کسی دوسری آواز سے ہو تو اسے خارج شدہ باریک سی کرن سے ہوتا ہے تو دل کی دنیا تبدیل ہو جاتی ہے۔ انسان کی تمام کائنات اور اس کے تمام اعمال وادراکات خیالاً کا اثر ہونے میں خیالات غلط ہیں اور اعمال معلول میں خیالات اسباب ہیں اور ادراکات نتائج ہیں۔ یہ دھیمی دھیمی کھٹ پٹ ہلکی ہلکی جھبجھ نفعی نفعی شمعیں دل پر اپنا تصرف کامل کھتی ہیں انہا جسے دل کی طہارت منسوب ہے اس کا فرض ہے کہ اپنے سوراہائے جسم کی حفاظت کرے۔ یہ جان میں لانے والی نہ کوئی بات سننے نہ کسی کو مس کرے یا کسی کی طرف جھانکے (۴) اِنَّ اللّٰهَ جَبَّارٌ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ بیشک اللہ جبار ہے انہا تمام کاموں کو جو مسلمانوں تم کرتے ہو۔

گھڑی ساز کمانی کی اہمیت سے آگاہ ہے جس خدا نے ہمیں نبایا ہے اس پر ہماری سحر حرکت عیاں ہے۔ عزیزان میں اپنے دل سے اچھپو اپنے تصورات کا جائزہ لو اپنے خیالات کو ٹٹو لو۔ اپنے ناو لوں پر غور کرو۔ شاعروں کے جن دیوانوں پر جان دیتے ہو ان کا لفظیاتی رنگ میں مطالعہ کرو۔ اپنے تجربات کو سامنے لاؤ۔ اور سوچو کہ تمہارے دل کیا کرتے ہیں؟ نظر بازی سے ان پر کیا اثر ہوتا ہے عیش و عشرت کی داستانیں کیا انقلاب پیدا کرتی ہیں نگاہوں کی بجلیاں صبر و شوش کے خرم کو کس طرح تباہ کرتی ہیں، کتنے نوجوان ہیں جو تیرہ کا شاد بن گئے۔ نظروں نے انہیں خود کشی پر رائل کر دیا۔ ان کا اخلاق برباد ہو گیا۔ ان کی سیرت آلودہ و ملوث ہو گئی ان خد و نوحہ میں نظر لانے ہوئے انصاف کرو کہ کیا غرض بصر اور حفظ و فرج کا حکم تمہارے لئے مفید نہیں؟ نوجوان بھائیو آپ بچوں کی مانند ضد کرتے ہیں۔ کہ بھڑکتے ہوئے کوٹوں کو اپنے دامنوں میں رکھ لیں خیر علیہم السلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اس کا رحم اس کا تحمل نہیں ہو سکتا۔ مولوی پکا نموس ہے آپ کا ہی خواہ ہے اسلام کا مبلغ ہے اس کا جذبہ ہمدردی اس کا فرضیہ تبلیغ مجبور کرتا ہے کہ آپ کو احکام خداوندی سے آگاہ کرے آپ اس پر برہتے ہیں اسے کوہستے ہیں۔ اور بدکار دشمنوں کی تحریف تو تصدیق کرتے ہیں۔ مولوی بیچارہ یہ کہہ کر خاموش ہو جاتا ہے۔ بہ کانے والے آپ کے سب یار بن گئے سمجھانے والے مفت گندہ گار بن گئے۔

موہنات، کو حکم دیا گیا ہے کہ عیض منض من البصار دھن، اپنی بعض نگاہوں کو نیچی رکھیں و یحفظن فر و جھن اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔ کانوں سے بری بات نہ سنیں آنکھوں سے برا منظر نہ دیکھیں خدا راتناؤ کیا سینما اخلاق آموز ہے؟ کیا کلبوں میں جانا اچھا ہے؟ کیا بے پردگی مناسب ہے؟ سینماؤں، تماشاؤں، سیرگاہوں اور راتناؤں میں جس کے ڈاکو ہوتے ہیں ان کی تنہا یہ ہے کہ دستورات و ماں بے پردہ آئیں۔ بزرگ تہرج یعنی بن ٹھن کر آئیں۔ نظر باز لوگ عفت و عصمت کے بے بہا موقوف کو ٹٹنا چاہتے ہیں۔ مولوی اگر نڈھ حرص و آرزو ہوتا۔ تو خالفین حجاب کا منہ ہوتا۔ لیکن وہ بیچارہ ملت کی رڑکیوں کو اپنی رڑکیاں سمجھ کر

انہیں ان خرابیوں سے آگاہ کرتا ہے جو ان دونوں فحش میں داخل ہیں۔ رنج ہے کہ خالص خیر خواہ کو مطعون کیا جاتا ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے۔ ولعقبہ من جمعیہن علیٰ جہنم، مومنات اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے ہیں۔ گردن، سر اور سینہ کبے پردہ رکھنا معیوب امر ہے حکم تو یہاں ہے کہ ولا یضی منہن بآر حلیصن، مومنات اپنے پاؤں کو زمین پر زور سے نہ ماریں۔

اسلام کتنا ہے کہ خواتین بلا ضرورت گھر سے نہ نکلیں۔ اگر ضرورت کے وقت انہیں کلنا پڑے تو بعض آنکھیں نیچی رکھیں اپنی سر کی حفاظت کریں۔ بڑے غصے سے پھینکیں سرسینہ اور گردن کو بڑھ نہ ہونے دیں۔ زمین پر پاؤں زور سے نہ ماریں تاکہ قرآن تو یہ کہے اور یورپ کی تہذیب اہتی ہے کہ رقص کرو۔ گاؤ۔ نیم عریاں رہو۔ مولوی قرآن مجید سے لغو و بابتیہ نیاز ہو کر ناچ کا قائل کیسے ہو سکتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے لا یبدین ذہنیہن مومنات اپنی زینتوں کی نمائش نہ کریں ان میں ایک حکمت یہی بیان کی جاتی ہے کہ کسی بذلت کو دکھ دینے یا ستانے کا موقعہ میل کے

توجہ طلب امور

(الف) شریعت کا مدعا یہ ہے کہ نہ عورت غیر محرم کو دیکھے اور نہ نامحرم مرد عورت کو گھر سے نہ نکلے اس راز سے آگاہ ہے کہ پرورش اہل و عیال کے لئے مردوں پر خاص فرائض عائد ہوتے ہیں مردان فرائض کے لئے مجبور ہیں کہ اپنے اوقات کا اکثر حصہ گھر سے باہر ہیں اس لئے حکم ہے کہ وہ بلا روک ٹوک اکیلا کام کاج پر جاسکتا ہے۔ لیکن غصہ بصر اور حفظِ فروج کا حکم اس کے لئے بھی ہے جو عورت بھی اگر مجبور ہے۔ یہ گھر سے نکلے بغیر اس کے گزارہ نہیں تو باضابطہ پردہ کر کے نکل سکتی ہے اس کے لئے محرم کی قید اور زیادہ حد بندی اس لئے عائد کی گئی ہے۔ کہ وہ

(ب) حسن کا پیکر ہے مرد موثر ہے اور وہ موثر ہے عورت میں اثر قبول کر نیکی صلاحیت فطریاً زیادہ ہے۔ مرد جب قوی اور اثر انداز واقع ہوا ہے۔ اگر عورت کو مرد کی مانند بلا روک ٹوک پھرنے کی اجازت دی جائے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ عورت محبت وغیرہ جذبات کا زیادہ شکار ہو جائیگی۔ دنیا میں دھوکا زیادہ ہے تصنع کی گرم بازاری ہے۔ ریا کاری عام ہے۔ جذبہ کی آنکھ اندھی ہوتی ہے عورت کو ناگوں مردوں کو دیکھ کر مصیبت میں مبتلا ہو جائیگی۔ خاموشی اس کا فطری وصف ہے۔ اسکے دل میں خلش کا سہرا ہو جاتا لازمی ہے لیکن وہ اس کے اظہار پر اتنی قادر نہیں جتنا کہ مرد قدرتنا قادر ہے عورت نازک ہے۔ اس قسم کے حدات بجا رکھ کر اس کے بس کا روک نہیں ان حالات میں عورت کو گھر کی ریت بنانا۔ گھر کی مالک بنانا اور اسے بلا روک ٹوک چلنے پھرنے محفلوں میں شریک ہونے جلسہ ہائے راکٹ رنگ میں شمولیت کی اجازت دینا۔ سینماؤں میں جانے سے نہ روکنا اس کی زندگی۔ اس کی تندرستی اور اس کے حق کو تباہ و برباد کر دینا ہے لہذا اسلامی پردہ مومنات کے حق میں ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ یورپ کی خواتین چھوٹی محبت کے دام میں الجھ کر مصائب کے گرواب میں محصور و مجبور نظر آتی ہیں۔ اسلام جنس لطیف یا صنف نازک کے جذبات کو گھٹن امتحانات میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ اسے ان سے دور رکھنا چاہتا ہے۔ یہ احتیاط مسنورات پر کرم ہے ظلم نہیں

(ج) ایک مخلوق کا نام مرد ہے۔ اور دوسری کا نام عورت ہے۔ اگر دونوں میں کلی مساوات ہوتی۔ تو ان کے نام بھی دونوں ہو

دنیا کی کوئی کانگرس ایسی نہیں ہو سکتی کہ جس میں ہر مذہب بریڈیٹ ہو۔ دوستوں میں سے ایک کا سینئر (اعلیٰ) اور دوسرے کا جونیئر (کمتر) ہونا لازمی ہے۔ اسلام نے یہ کیا کہ بیرونی دنیا میں اعلیٰ حیثیت مرد کو دیدی۔ اور گھر کی زندگی میں اعلیٰ حیثیت عورت کے سپرد کردی۔ مرد کتنا ہے۔ اس کے لئے کئی ایک دھڑے کرتا ہے۔ خوشامدیں کرتا ہے۔ ولتیں برداشت کرتا ہے۔ اگر یہی کام عورت بھی کرے۔ تو اولاد میں خودداری اور آزادی کا خد بہ نہیں پیدا ہو سکتا۔ عورت بیرونی جھجھکیوں سے محفوظ رہتی ہے۔ اور اپنے حسن خدا داد کی بدولت مرد کے دل پر حکومت کرتی ہے۔ مرد ازراہ محبت گھر میں اس کی سلطنت قبول کر لیتا ہے۔ باہر کی مصیبتوں میں پڑ کر عورت کا حسن محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اس کے اعضا کی لچک مردانہ کاموں کی منتقلی نہیں ہو سکتی۔ آخر کار مستورات مجبور ہیں کہ ایام حمل میں سخت شاقہ نہ کریں۔ ان نو ماہ کے علاوہ ۲ یا ۳ سال تک وہ بچے کو پانا دودھ پلاتی ہیں۔ چند ایام باسواری میں بھی اسے تھلا رہنا پڑتا ہے۔ یہ تمام کمزوریاں جسے لاقی ہوں۔ اسے اس مقابلہ کی دنیا میں مردوں کے دوش بدوش کاروا میں کھڑا کرنا کس مصلحت کی بنا پر جائز ہو سکتا ہے۔ مساوات کا علمبردار اسلام مستورات پر یہ جو نہیں کر سکتا۔

(د) مرد و عورت زیادہ محنت کرتا ہے اس لئے اسے زیادہ لگان لاقی ہوتی ہے اسے ہوا خوری کی اشد حاجت ہے۔ زیادہ عورت بے عوتیں اتنا کام نہیں کرتیں اس لئے اگر گھر کا کام کاج کریں گھر میں چلتی پھرتی رہیں ہر وقت پتنگ پر نہ بیٹھی رہیں تو یہ نقل و حرکت ان کے لئے ورزش کا فائدہ دے سکتی ہے۔ اگر کچھ بھی ضرورت ہو تو شوہر اپنی بیوی کو اپنے ساتھ بوقت صبح پردے میں کسی باغ میں لے جاسکتا ہے شراعت اس سے مانع نہیں۔ پردے والیوں نے غازی اور شہداء اور فاتح پیدا کئے۔ بے پردہ عورتوں نے نازک مزاجوں فیض کے دلدادوں۔ ٹھنڈے پانی سے ڈر کر وضو سے محروم رہنے والوں۔ بھوک سے ڈر کر روزوں کا انکار کرنے والوں کو پیدا کیا۔ اصل چیز اچھی روٹی اور بے غلری ہے۔ مستورات کو اچھی روٹی کھلاؤ۔ اسلام عورت کو شرم پنہ کی اجازت دیتا ہے۔ مردوں کو نہیں دیتا۔ مستورات کے لئے سونے کا استعمال حلال ہے۔ مردوں کے لئے حرام ہے عمدہ لباس، عمدہ زیورات میں سرور اور قوت کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس لئے ان کے لئے ملکی پھلکی ورزش بھی کافی ہے۔ نام بھی حفظانِ صحت کے لئے ٹھوس ہے۔

(ذ) خواتین ملت پرودہ دار دایوں اور زانیوں کی اولاد ہونے کے باعث پرودہ کو قید نہیں سمجھتیں۔ یہ چیز ان کی گھٹی میں داخل ہے۔ ان کی فطرت کا جزو بن چکی ہے۔

امید ہے کہ نوجوان فرزندان ملت اور نوجوان دختران اسلام مذکرہ نصریات پر شایان شان توجہ فرمائیں گی۔

اطلاع عام { بغرض آگاہی عوام اعلان کیا جاتا ہے کہ میں نے مولوی رشید احمد سکھیرہ کو اپنی طرف سے اپنی مولوی رضی فاضل مسما بولا۔ کہانہ، وڈھوک نوراضعہ جلم کے انتظامات کیلئے تمنا عام نفر کیا ہوا تھا مگر ۱۹۳۸ء میں بے اسکوختاری سے علیحدہ کر دیا ہوا رشید احمد مذکور کو آئندہ پیری طرف سے اور میرے نام سے قسم کی کاروائی کرنا حق حاصل نہیں۔ اگر اس آئندہ میرے نام پر کسی عدالت میں کوئی بیان دیا۔ یا کسی سے معاملہ کیا تو قافلاً اسکی ذمہ داری مجھ پر ہوگی۔ المعلن ظہور احمد بگوی از بھیرہ ۱۵/۱۰/۳۸

محارف قرآن

بَارِئُ النَّفْسِ

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اُمَمًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ مِمَّنْكُمْ ثُمَّ قَتَلْتُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ
هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَى اِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ
سَمٰوٰتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (پارہ اول سورہ لقہ ۳)

ترجمہ تم کس طرح اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہو۔ حالانکہ تم بے جان تھے۔ پھر اس نے تم کو زندہ کیا پھر تمکو مارا پھر زندہ کر لیا۔ پھر تم اسی کی طرف واپس کئے جاؤ گے وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی تمام اشیاء کو پیدا کیا۔ پھر آسمان کی طرف توبہ ہو کر سات آسمان بنائے اور وہ ہر چیز سے واقف ہے۔

نفسِ مسلمہ توحید رسالت اور قیامت کا معقول اور ہل بیان نہ کر اور اپنے شکوک و اعتراضات کا کافی و نشانی جواب دے گا۔ یہی مقرر نہیں اپنی ضد پر اڑے رہے لہذا خصوصیت کے ساتھ ان کو ارشاد ہوا کہ تم اپنے حسن تحقیق اور اس کے پیغمبر کا انکار کیسے کر سکتے ہو کیا تمہاری یہ حالت تھی کہ تمہارا نام و نشان تک نہ تھا اس نے اپنی قدرت کاملہ سے تمہارے عمامہ کو پیدا کیا پھر والدین کے ذریعہ سے ماں کے رحم میں مختلف صورتوں میں تمہاری پرورش کی۔ کبھی لطفہ کی شکل میں کبھی جے ہوئے خون کی صورت میں کبھی گوشت کے ٹکڑے کی حالت میں۔ جب یہ حالات صحیح ہیں اور تمہارا نیت سے عالم وجود میں آنا از روئے مشاہدہ بھی ثابت ہے تو پھر تمہیں فنا اور دوبارہ زندگی سے کوئی چیز انکار پر آمادہ نہ رہی ہے جب تم نہ تھے تو ہم نے تمہیں ظاہر کر دیا۔ اسی طرح موت کے بعد زندہ کر دیں گے۔ اور یقیناً قیامت قائم ہوگی۔ اور تمہارا حساب و کتاب ہوگا۔

قرآن کریم کے نزول کے وقت مختلف خیال کے منکرین اسلام موجود تھے۔ بعض تو خدا تعالیٰ کی سستی کے ہی قائل نہ تھے محسوس اور مجرہ اشیاء کے علاوہ جن و ملائک حشر و نشر عالم برزخ ثواب و عذاب حیات بعد الموت کے اعتقاد کو نہ جانتے تھے۔ بعض خدا تعالیٰ ملائک و جن اور ارواح کے وجود کو تسلیم تو کرتے تھے مگر مرنے کے بعد زندہ ہونے کے قائل نہ تھے بعض خدا تعالیٰ اور جن و ارواح کے وجود کو تو مانتے تھے مگر رسالت کے منکر تھے اور کہتے تھے کہ مخلوق اور خدا کے درمیان کیسے تعلق قائم ہو سکتا ہے۔ مخلوق مادی اشیاء سے بنی ہے اور خالق ان اشیاء سے ہوتا ہے۔

جب خالق اور مخلوق کے درمیان کوئی نسبت ہی نہیں تو اس کے ساتھ ہم کھائی اور پیام رسانی کا سلسلہ کیسے قائم ہو سکتا ہے۔

خداوند کریم نے ان تمام مخالفین کو خطاب فرمایا۔ کہ تم اپنے وجود میں غور کرو۔ کیا ایک وہ زمانہ نہ تھا کہ تم موجود نہیں تھے اور اب موجود ہو۔ جاہل سے لیکر عالم تک سے دریافت کر سکتے ہو کہ کوئی وجود بغیر موجد کے نہیں ہو سکتا۔ کوئی حادث بغیر

محدث کے قائم نہیں ہوتا۔ لہذا خدا کی ہستی کا انکار کرنا محض ہٹ دھرمی ہے۔ اور ضد و تحصب سے خالی نہیں ہے اور پھر اس زندگی میں کئی قسم کے تغیرات، کبھی بچپن، کبھی جوانی، کبھی بڑھاپا، کبھی مرض کبھی صحت، کبھی موت کبھی حیات کیا اس قدر مجبور و متغیر ہستی کو خالق کا انکار کیا ہے۔ اور دوبارہ حیات کے انکار کی کوئی وجہ نہیں،

هو الذي خلق لكم (الآلۃ) اس آیت میں خداوند کریم اپنے دوسرے احسان کو بیان فرماتے ہیں کہ تمہیں پیدا کر کے ذلیل و رسوا نہیں کیا بلکہ تمہارے رہنے کے لئے زمین بنائی ہے۔ اور اس میں طرح طرح کے نباتات و میوہ جات پیدا کئے۔ جو تمہاری دوا اور غذا کے کام آتے ہیں۔ پھر زمین کی پیداوار کے لئے محض زمین کی تاثیر کافی نہیں تھی۔ اسے سورج و قمر ستاروں کی ضرورت تھی۔ لہذا آسمان بنائے اور ان میں آفتاب و مانتاب ستارے پیدا کئے تاکہ باقاعدہ تمہاری خورد و نوش کا انتظام کرتا رہے۔ تمہاری تمام ضروریات کو پورا کیا گیا۔ کیونکہ اسے ہر ایک کی ضروریات کا علم ہے۔

حسابستان

جن اصحاب کے نام و نمبر خریداری ذیل میں درج ہیں۔ ان کی مدت خریداری اس جیسے پتہ ہو گئی ہے۔ ایسے حضرت بکر اکرمؑ آئندہ کے لئے اپنا زچہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ اگر خدا خواستہ کسی مجبوری کی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو۔ تو بذریعہ کارڈ دفتر شمس الاسلام کو ۲۰ فروری سے پہلے پہلے مطلع فرمائیں۔ ورنہ خاموشی کی صورت میں ماہ مارچ کا پرییمیم مارچ ۱۹۳۸ء کو بذریعہ وی پی آر سال ہوگا جس کا وصول کرنا ان کا اسلامی فرض ہوگا۔ یہ ۲۰ نیاز زندہ غلام حسین عفی عنہ نیز شمس الاسلام

نام	نمبر خریداری	نام	نمبر خریداری	نام	نمبر خریداری
جناب مولوی محمد رفیع صاحب انارکلی کٹ ۴۳	۱۰۸۶	جناب قی داد خان صاحب روپڑ کلاں	۱۰۸۶	جناب قطب محمد اللہ خلیل اللہ	۸۰۵
نورالحق صاحب بھلوان ۱۱۸۳	۱۲۸۹	مولانا عبد الغفور صاحب شملہ	۱۲۸۹	صاحبان ہردوئی	۸۰۵
ملا عبد علی ملا یوسف علی	۱۱۸۶	شیخ محمد سعید صاحب آزاد لالپور	۴۸۳	سیکڑی صاحب بخش اشاعت	۱۱۸۷
صاحبان سورت	۱۱۸۶	عبدالحکیم صاحب کلاپور	۴۳۰	محمدیہ علی پور کلکتہ	۱۱۸۷

چرمہائے قربانی فراہم کر کے انکی قیمت بذریعہ منی آرڈر نام
ناظم خرب الانصا بھیرے طلبائے دارالعلوم غزنیہ سالانہ فرائض

باب الحدیث مزار غلام احمد قادیانی اور اس کی حدیث انی

(مولوی حبیب اللہ انیسوی کے قلم سے)

حدیث رسول بانی

(۱) مشکوٰۃ شریف مترجم مطبع انوار الاسلام (فرس) جلد ۴ باب قرب الساعة وان من مات فقد قامت قیامتہ
فصل اول صفحہ ۱۲۹، ۱۳۰ پر ہے۔

”وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ تَبْكُهُمْ تَسْأَلُونِي عَنِ السَّاعَةِ وَأَنَا عَلِيمٌ عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْسَمُ بِاللَّهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَنُفُوسَةٍ يَأْتِي عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ وَهِيَ حَيَّةٌ يَوْمَئِذٍ“ (رواہ مسلم) اور حضرت جابر رضی سے روایت ہے کہ ایک میں نے حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ حضور پر نور فرماتے تھے اپنی وفات شریف سے ایک مہینہ پیشتر کہ تم مجھ سے قیامت کے قائم ہونے کا وقت پوچھتے ہو اور اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ نہیں روئے زمین پر کوئی نفس کہ پیدا کیا گیا کہ گذرے اس پر سو برس اور وہ زندہ ہو اس دن“

(نوٹ) نیز دیکھیے صحیح بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۷، صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۱۰، مرقاة المفاتیح جلد ۲ صفحہ ۲۲۲، اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۳۷۷، مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۳۷۹

(ب) مسند احمد شریف جلد سوم کے صفحہ ۳۷۹ پر ہے عن جابر بن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا صحابہ ما منکم من نفس منفسه یأتی علیها مائة سنة وهی حية یومئذ

(ج) سنن ترمذی شریف (مطبوعہ ۱۳۲۲ھ مطبع مجتہائی دہلی جلد دوم کے صفحہ ۲۹ پر ہے

عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما علی الارض نفس منفسه یومئذ یومئذ یأتی علیها مائة سنة وفي الباب عن ابن عمر وابی سعید وجیدة ہذا حدیث حسن ان عبد اللہ بن عمر قال قال صلی بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلة صلوۃ العشاء فی آخر حیاۃ فلما سلم قام فقال ارا یتکم لیلکم ہذا علی راس مائة سنة منها لا یبقی من ہو علی ظہر الارض احد قال ابن عمر فی ہذا حدیث فی مقالة رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلمہ نزلت فیما یخجد ثوفہ جعدہ الاحادیث مئۃ سنة وانما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینتفی من ہوا الیومہ علی ظہر الارض احد یوجد بذالک ان ینحزم ذلک القلم (ہذا حدیث صحیح) ترجمہ: جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہیں ہے روئے زمین پر کوئی نفس زندہ اس وقت کہ اس پر سو سال آ سکے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آخر عمر میں ایک رات عشا کی غازیٹ پھاٹی پس سلام پھیرتے ہی کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ بھلا بتاؤ کہ یہ تمہاری رات اس سے سو سال کے سرے پر جو کوئی اس وقت روئے زمین پر زندہ ہے کوئی باقی نہیں رہیگا۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ لوگوں نے اس کے سمجھنے میں اپنی تاویلات میں غلطی کھائی۔ اور آپ کا مطلب یہ تھا کہ یہ قرن سو سال تک ختم ہو جائیگا۔

زعوف (حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریفؐ ہجری مقدس میں مدینہ شریف میں تھی) تقیؒ آپ نے یہ کلمات طیبات اپنی وفات مبارک سے ایک مہینہ پیشتر فرمائے تھے۔ آپ کے فرمان و نشان کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی امت کے لوگ یعنی صحابہؓ جو اس وقت زمین پر موجود تھے ہجری سے ایک سو برس تک یعنی ۱۱۰ھ تک وفات پائیں گے اور اللہ کے بعد زمین پر کوئی صحابی زندہ نہ رہیگا۔ سو ایسا ہی ہوا۔ آپ کے اصحاب میں سے سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت ابو الطفیل عامر بن واہل رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے ۱۱۰ھ میں وفات پائی،

محدثین کے اقوال

(۱) نووی شرح صحیح مسلم شریف جلد ۱ کے صفحہ ۳۱۰ پر ہے

وو والموادن کل نفس منقوسۃ کانت تلك اللیلة علی الارض لا تعیش بعدھا الا ثمن مائۃ سنة سواء قل اوجھا،

۱۲ کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ سوم صفحہ ۲۲۲ پر ہے فكان اخومن ضبط احوۃ من كان موجودا جبئذ ابو الطفیل عامر بن واہلؓ وقد اجمع اهل الحديث علی انه كان اخوالصحابة موتا وغایۃ ما قبل فیہ انه بقی الی سنة عشی ومائۃ دھی واس مائۃ سنة من مقالة النبی صلی اللہ علیہ وسلم واللہ اعلم..... وقالوا خرج عیسیٰ من ذلک وھی حی لانه فی السماء لا فی الارض

(۳) اعمۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد اول کے ۸۴ پر ہے قال الکرمانی فان قلت ما تقول فی عیسیٰ علیہ السلام قلت هو لیس علی وجه الارض بل فی السماء.....

ان حوۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام من هو علی ظہر الارض امنہ والقراء تدل علی ذلک منھا قوله

اذا تیکم لیتیکم هذا

(۳) مرقاة المفاتیح جلد ۴ صفحہ ۲۲ پر ہے قال الا شوق معناه ما تبقى نفس مولودة اليوم مائة سنة
الادب موت الصحابة رضی اللہ عنہم وقال صلی اللہ علیہ وسلم هذا علی الغالب والا فقد
عاش بعض الصحابة اكثر من مائة سنة فانتهی والا ظہر ان المعنی لا تعیش نفس مائة
سنة بعد هذا القول

(۵) اشعة اللمعات جلد ۴ صفحہ ۳۷ پر ہے

”و ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبرا احوال امت خود داده است کہ از امت من کہ دریں وقت موجودند بعد از
صد سال ہمہ ہمیزند“

(۶) یعنی طبقہ اور قرن آدمیوں میں سے کہ بیچ زمانہ خبر دینے میرے کے موجود ہیں تنویر میں کی مدت میں سب مر چکے
اور کوئی ان میں سے باقی نہ رہیگا۔ اس کو قیامت وسطی کہتے ہیں اور ہر ایک کے مرنے کو بہ نسبت اس کے قیامت
صغریٰ اور مراد اس سے مراد صاحب رضی اللہ عنہم کا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر اپنی امت کے احوال کی دی ہے کہ میری امت میں سے کہ سوفت موجود
ہیں بعد تنویر میں کے سب مر جاویں گے، مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۳۷

(۷) تکمیل مجمع البحار الاوار صفحہ ۸۵ پر ہے

ثم ان اخرون مات من الصحابة ابو الطفيل وغاية ما قيل فيه انه مات في سنة عشرين
بعد المائة ومبداً الثاني من الهجرة وهذا الحديث قبل وفاته بشهر

نیز دیکھو جلد سوم صفحہ ۵۱۲ (۸) شرح الشفا جلد اول کے ۲۸ پر ہے۔ وقال ابو الطفيل)..... وهو عامي

تفسیر از مرزا غلام احمد قادیانی

فقیر مرزا نے کہ بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوامام مطبوعہ ۱۳۰۵ھ ریاض منہر پر پیرس انٹرنر
جلد دوسری صفحہ ۶۲، ۶۵، ۶۷ پر لکھا ہے

”اور روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جو وہ قسم کھا کر فرماتے تھے کہ کوئی ایسی
زمین پر مخلوق نہیں جو اس پر سو برس گزرے اور وہ زندہ رہے

اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص زمین کی مخلوقات میں سے جو وہ شخص سو برس کے بعد زندہ نہیں رہیگا۔ اور ارض کی
قید سے مطلب یہ ہے کہ آسمان کی مخلوقات اس سے باہر نکالی جائے لیکن ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم آسمان کی مخلوق
میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ زمین کی مخلوقات اور اعلیٰ الارض میں داخل ہیں۔ حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی جسم خالی زمین پر ہے

توفیق ہو جائیگا۔ اور اگر آسمان پر چلا جائے تو فوت نہیں ہوگا۔ کیونکہ جسم خاکی کا آسمان پر جانا تو خود بموجب نص قرآن کریم کے منع ہے بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو زمین پر پیدا ہوا اور خاک میں سے نکلا وہ کسی طرح سو برس سے زیادہ نہیں رہ سکتا

اقول

حدیث نبوی کا صحیح مطلب بیان ہو چکا ہے مگر غلام احمد قادیانی نے ”حدیث کا مطلب یک بیان کیا ہے کہ شخص زمین کی مخلوقات میں سے ہو وہ شخص سو برس کے بجز زندہ نہیں رہے گا (اور یہ کہ جو زمین پر پیدا ہوا اور خاک میں سے نکلا وہ کسی طرح سو برس سے زیادہ نہیں رہ سکتا) حالانکہ یہ بات واقعات صحیحہ کے خلاف ہے بعض نبیوں اور رسولوں اور بعض صحابہ نے سو برس سے زیادہ عمر پائی ہے مگر قادیانی کا اس حدیث نبوی سے وفات مسیح علیہ السلام پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

(۱) قرآن مجید کے بیسیویں پارے میں خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم میں ۹۵۰ سال رہے تھے، مگر غلام احمد قادیانی نے بھی تسلیم کیا ہے کہ نوح علیہ السلام نے سارے نو سو برس دعوت کی۔ دیکھو ملفوظات احمدیہ

جلد اول ص ۳۵

(۲) کتاب سرچشمہ آریہ (اسلامیہ تعلیم پر پس لاهور) کے صفحہ ۳۸ پر ہے۔

”و مشاہدہ سے ثابت ہوا ہے کہ بعض نے حال کے رات میں تین سو برس سے زیادہ عمر پائی ہے“

(۳) ضمیمہ برائین احمدیہ حصہ پنجم (مطبوعہ انٹرنیشنل انوار احمدیہ پریس قادیان) کے صفحہ ۹ پر ہے۔

”اور اربعہ کے فضائل میں سے ایک یہ بھی تھا جو اس نے نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بلکہ زمانہ نزول قرآن

اسلام کا خوب دیکھا اور آج میں ایک سو ساٹھ برس کی عمر کا فوت ہوا“

(۴) قاضی محمد یوسف صاحب مرآتی پشاور کی کتاب النبوة فی القرآن (طبع نانی) کے ۱۰۷ پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر

۵۰۰ برس، حضرت ایشی کی عمر ۸۰۰ برس اور حضرت یوسف کی عمر ۱۱۰ برس لکھی ہے۔

ضروری گزارش

(۱) جن احباب کی خدمت میں رسالہ بطور نمونہ حاضر ہو رہا ہے، براہ کرم وہ اپنے عہدہ سے مطلع فرمائیں۔

(۲) جن خریداران کے چندہ کی میعاد اس رسالہ کے ساتھ ختم ہو رہی ہے۔ براہ کرم اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر اس سال فرما

دی میں ۳۰ روز اندر خرچ ہوتے ہیں۔” منیجر

عطر روح افزا یہ عطر اس قدر خوشبودار ہے کہ ذرا سا لگانے سے دماغ مسطر ہو جاتا ہے۔ اسے لگا کر مجلس میں جاؤ ساری مجلس خوش

میں بس جاتیگی۔ اسکی خوشبو صابن سے کپڑا دھونے کے باوجود بھی نہیں جاتی نہ تھک جاتی ہے، کپڑوں پر کتنی کم کا دھبہ دماغ نہیں

پڑتا۔ شادلوں کھیلنے کے باوجود یہ قیمت فی شیشی ستر۔ منیجر لے ڈی جی پٹی اینڈ کمپنی کھیر (ضلع شاہ پور) پنجاب

معرکہ یرموک

تاریخ و عہد

(سلسلہ اشاعت گذشتہ)

مسلمان رومیوں کی آمد اور ان کے سامان کا حال سن کر گھبراتے جاتے تھے فرزند ان توحید میں تشویش و اضطراب کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔ حمص خالی کر دینا پڑا۔ اور مسلم فوجیں وہاں سے ہٹ آئیں حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ نے فوراً ایک قاصد فاروق اعظمؓ کے پاس دوڑایا۔ انہوں نے جو خط دربار فاروقی کو لکھا اس میں بلاغت کے ساتھ رومی جوش و خروش کی صحیح تصویر کھینچ کر رکھ دی،

”رؤی بھرو بر سے اہل پرے ہیں جوش کا یہ حال ہے کہ فوج جس راہ سے گذرتی ہے راسب اور وہ خائفانہ نشین جنوں نے کبھی خلوت سے قدم باہر نہیں نکالا تھا نکل نکل کر فوج کے ساتھ ہولیتے ہیں“

جب حضرت ابو عبیدہؓ کو ابھی ہوا قاصدان کا خط لیکر مدینہ منورہ دربار فاروقی میں پہنچا ہے خود خلافت ماب حضرت فاروق اعظمؓ کو بھی گونہ تشویش پیدا ہوئی کہ مادیت کا ایک سیلاب اسلام کے خلاف امڈ پڑا تھا۔ انہوں نے خط پڑھتے ہی مہاجرین انصار کو مسجد نبویؐ میں جمع کر کے ایک جلسہ عقد کیا۔ اور حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراحؓ کا خط پڑھ کر سب کو سنایا۔

لکھا ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ نے اسے سن کر بے اختیار رو پڑے کہ خدا جانے اب شام میں ان کے بھائی مسلمانوں پر کیا لڑیگی۔ اور رومیوں کا یہ امڈنا تو سیلاب خدا ناکارہ اپنی رومیں بہائے لئے جاتا ہوا کہاں پہنچ کر لیگا۔ انہوں نے بے اختیار ہوا کر اور نہایت جوش کے ساتھ پکار کر کہا۔

امیر المؤمنین! خدا کے لئے ہمیں اجازت دے کہ ہم بھی اپنے بھائیوں پر جا کر تار مار ہو جائیں۔ خدا انہو استے ان کا بال بھی سیکھائو۔ تو پھر حنیائے سودہ نے۔

ایک عام تشویش پھیلی ہوئی تھی اور پھیلنی چاہئے تھی کہ صحابہ کرامؓ بھی آخر انسان ہی تھے بشر تھے بشریت سے خالی نہ تھے انسانی خدایات ان پر بھی طاری ہوتے تھے۔ جان سے عزیز بھائیوں کی جانوں کا معاملہ تھا۔ اور دنیا کی ایک ہتھیناک اور پرستوت سلطنت اپنی پوری قہاریوں ہولناکیوں اور دہشتناکیوں کے ساتھ مسلمانوں کے پامال کرنے لے بڑھ رہی تھی۔

مہاجرین و انصار کا جوش برابر بڑھتا چلا جاتا تھا حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا کہ، ”امیر المؤمنین! تو خود سب سالار بن اور ہمیں ساتھ لے چل،“ لیکن اور صحابہ نے اس رائے سے اختلاف کیا دینک مشورہ ہوتا رہا۔ مختلف بزرگوں نے مختلف رائیں دیں۔ آخر یہ رائے قرار پائی۔ کہ شامی عساکر اسلام کے لئے امدادی فوجیں بھیجی جائیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے قاصد شام سے پوچھا، ”دشمن کہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ اور کس مقام تک آگئے ہیں؟“ اس نے کہا صرف تین چار منزل

کا فاصلہ کیا ہے حضرت فاروق اعظمؓ یہ سن کر نہایت غمزدہ و فکر مند ہوئے اور فرمایا افسوس اب کیا ہو سکتا ہے؟ اتنے قلیل وقفہ مدت میں اگر کوئی مدد بھیجی جائے تو پونچھ کیونکر سکتی ہے؟
اسکے بعد حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کے نام ایک نہایت پزیرا شیر الفاظ میں خط لکھا۔ اور قاصد سے کہا کہ خود ایک صف میں جا کر یہ خط سنانا اور زبانی کہنا، "الاعترض بھترک الاسلام و یقول لکم یا اهل الاسلام اصل فوا للقاء و شدد و اعلیہم شد اللیوث قد کنا علمنا انکم علیہم منصورون طرچا قاصد مدینہ منورہ سے یہ خط لیکر سرعت رفتار کے ساتھ عساکر اسلام میں پونچھا، اور تعمیل کی،

حمص کا انحلاؤ اور ما حصل حمص کی واپسی
یہ تو تھیں روٹیوں کی تھملا نہ وسیع تیاریوں اور ان کے اثرات کی تصویر۔ اب دکھانا اور واضح کرنا یہ مقصود ہے کہ اسلامی امراء لشکر نے اس پر کیا طریقہ اختیار کیا حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ حمص میں موجود تھے جو انطاکیہ سے قریب کا ضلع سب سے پہلے اپنی کوری تیاریوں کا علم ہوا۔ اور وہ ابھی عیسائیوں ہی سے اس لئے کہ اس قلیل وقفہ مدت ہی میں وہ ان کے سلوک اور عواطف سے اس درجہ گریہ احسان بن چکے تھے۔ کہ انہوں نے اختلاف مذہبی و قومی کو بھی نظر انداز کر دیا تھا۔ اور دل سے چاہتے تھے کہ اب مسلمان یہاں سے نہ ہٹیں ہر کہ وہ اور ہر امیر و عرب حضرت ابوعبیدہؓ کے انصاف و محبت سے متاثر تھا۔ اور ان سب کو اچھی طرح محسوس ہو گیا تھا۔ کہ مسلمانوں کی زیر حکومت قیصری عہد کی بہ نسبت آسائش و عزت کی زندگی بسر کریں گے۔ یہی وجہ تھی کہ حمص کے عیسائیوں نے حضرت ابوعبیدہؓ کے حکم پر نہیں کسی شامی فرمان کے مطابق نہیں بلکہ خود اپنی مرضی سے اور اپنی طرف سے جاسوس مقرر کر رکھے تھے جو روٹیوں کی نقل و حرکت کی اطلاعیں اپنے سرداروں اور رئیسوں کو پہنچاتے تھے اور وہ جا کر حضرت ابوعبیدہؓ سے سب کچھ کہاتے تھے اور انہیں کے ذریعے انہیں روٹیوں کی اس تیاری جنگ کا علم ہوا۔

اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلیم یافتہ صحابہؓ پر عیسائیوں اور مشرکوں تک کو اعتبار تھا وہ ان کو منصف اور عادل اعتقاد کرتے تھے، ان کی مانتھی اور محکومی کو باعث فخر یقین کرتے تھے جانتے تھے کہ ان کی غلامی میں زندگی کے دن آرام و آسائش اور عزت و وقار سے گزریں گے۔ صحابہؓ کی محبت پروری اور سادہ گسری کو اپنے مسلمہ مذہب سے زیادہ عزیز اور درجوں فائق سمجھتے تھے جاسوس نکرا اپنی فوجوں کی نقل و حرکت اور اپنی فوجوں کی پوشیدہ تجاویز سے صحابہؓ کو مطلع کرنا باعث اجر خیال کرتے تھے دل سے چاہتے تھے کہ یہ لوگ ہمارے سرپرست اور بادشاہ ہوں۔ اور ہم ان ہی کے غلام اور رعایا کہلائیں۔

لیکن موجودہ زمانے میں ایک فرقہ ہے جو اپنے آپ کو شیعہ اور مؤمن کہلاتا ہے جس کو اہل السنۃ والجماعۃ رافضی کے لقب سے ملقب کرتے ہیں۔ وہ نشے باز فرقہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخلص اور جانناز صحابہؓ کو ظالم اور غاصب

جانتا ہے اور اٹھنے بیٹھنے چلتے پھرتے ان کو کونسا اور سب ڈنٹم کرتا ہے ان کی شکایت اور نصیحت کو اپنی نجات کا ذریعہ اور اپنی رنگاری اور فالخ کا موجب یقین کرتا ہے کہتا ہے کہ شجاعان عرب اور قریان ملت کو جو سب نہ بکے وہ مومن نہیں، اپنے آپ کو پاک اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو عیاذ باللہ شرک اور پلید اتقا کرتا ہے اور نور اللہ شستری اپنی کتاب مجالس المؤمنین میں تو یہاں تک لکھ گیا ہے کہ روضہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جنس اور پلید ہے۔ پاک اس دن ہوگا جہنم امام مہدی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہما کی لاشیں روضہ سے نکال کر دفنوں پر لٹکائیگا اور تیروں سے ان لاشوں کو روئی کی طرح وضلگا۔

پسح فرمایا ہے مولانا عبدالغیر صاحب سرمدی قدس سرہ نے اپنی کتاب نہر اس میں کہ سوجہ زمانے کے شیعہ عیسائیوں اور یودیوں سے بھی بدتر ہیں عیسائی یودی اپنے اپنے انبیاء علیہم السلام کے احباب کو ان کی امت سے افضل اور کرم جانتے ہیں اور یہ نقال قفر و جاہل میت کی نقلیں اتارنا کر اپنا پیٹ پالتا ہے اپنے نبی کے احباب کو تمام امت سے بدتر اور جہنمی سمجھتا ہے لاجل و لا قوۃ الا باللہ مولانا اپنی کتاب کامل الامان میں بالکل درست ارشاد فرماتے ہیں

ندب شیعہ شیعہ است و قبیح خارجی خارج شد از دین یلح
ندب سنی کتاب سنت است جلے سنی در میان جنت است

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے موقعہ کی نزاکت اور رویوں کے ناظرہ غضب میں اشتعال کی اطلاع پیکر اپنے تمام انفسروں کا ایک جلسہ منعقد کیا۔ اور جب سب جمع ہو گئے۔ تو کھڑے ہو کر ان کے سامنے ایک نہایت موثر تقریر کی۔ اور تمام واقعات بیان کر کے فرمایا کہ:-

”مسلمانو! خدا نے ذوالجلال کا یہ ایسی وازی قانون ہے کہ وہ اپنے بزرگانِ محترم کی آزمائشیں لیکر لے رہا ہے۔ کیونکہ وہ خود فرما چکا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ نَبَاهٍ مِّنَ الْخُوفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالتَّمْرِ ۖ وَنَبْئِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۚ یا یعنی خوف و دہشت افلاس و غربت اور آفات جان و مال سے آزمائشیں تمہارا امتحان لینے کے جو لوگ ہماری اس آزمائش میں پورے اترینگے اور نزولِ مصائب اور آفات کے اوقات میں صبر و ثبات سے کام لینگے اور کہیں گے کوئی پرواہ نہیں۔ ہم میں کس کے؟ خدا ہی کے تو ہیں اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ وہ ضرور فائز المرام ہونگے اور ان کے مصائب بھی دفع ہو جائیں گے اور ان کے مرتبہ بھی بڑھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار تمہارا امتحان لیا بار بار تمہیں جانچا اور تم اس کی جانچ میں پورے اترے

یہ اس کے امتحان میں کامیاب ہونے اور جانچ میں پورے اترنے کا ہی نوٹ مرہ تھا۔ کہ تم انعامِ خداوندی کے مستحق بنے اور اس نے ہر مرتبہ اور ہمیشہ تمہیں منظر و منظر کیا۔ اب تمہارا دشمن اس سر و سامان سے پھر

مہارے مقابلے کیلئے نکلا ہے کہ زمین کا پ اٹھی ہے۔ تبتلاؤ کہ اب تمہاری صلاح کیا ہے۔“

حضرت نیردین سفیان نے کھڑے ہو کر کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ عورتوں اور بچوں کو تو شہر میں چھوڑ دیا جائے۔ اور قلعہ کے اندر حفاظت تمام رکھ دیا جائے اور ہم سب باہر کھڑے ہو کر مصروف پکاریوں۔ ساتھ ہی عمرو بن العاص اور خالد کو فوراً لکھا جائے کہ وہ اپنے اپنے لشکروں کو لیکر فلسطین اور دمشق سے ہماری مدد کے لئے آئیں۔

حضرت نضر بن حنفہ کھڑے ہوئے اور جوش کے ساتھ فرمایا کہ موقعہ نازک ہے اور حالات خطرناک صورت اختیار کرتے چلے جا رہے ہیں، اس لئے ہر شخص کو آواز دانا اظہار رائے کا حق حاصل ہونا چاہئے۔ آپ اس اجازت کا عام اعلان کر دیں۔ میرے نزدیک نیردین سفیان نے جو رائے دی ہے بلاشبہ وہ خلوص اور ہماری غیر غوی پڑنی ہے لیکن مجھے اس سے اختلاف ہے اور اختلاف بھی شدید۔ کوئی کام محض اعتبار پر نہیں کیا جاسکتا، شہر والے کچھ سی وہ ہمارے کتنے ہی گرویدہ احسان ہوں مگر میں تو پھر عیسائی بہت ممکن ہے کہ تو وہ عصیت انہیں ہماری مخالفت پر آمادہ کرے اور ان کا اختلاص تصب کی شکل اختیار کر لے۔ یہ کوئی متعبد امر نہیں اس صورت میں اس کے سوا اور کیا تصویریں آسکتی ہے کہ وہ دربار قیصری میں سرخروئی حاصل کرنے کیلئے انہیں پکڑ کر قیصر کے حوالے کر دیں، اور یہ بھی نہیں تو خودی انہیں ہلاک کر دیں۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے کہا کہ پھر ہم کیوں نہ تیردیر کریں کہ تا فیصلہ جنگ تمام عیسائیوں کو شہر سے نکالیں اور اس طرح انتہائی خطرے سے محفوظ ہو جائیں۔“

حضرت نضر بن حنفہ نے پھر کہا،

اے امیر مجھے تو ہرگز حق حاصل نہیں کہ تو معاہدہ کے بعد انہیں شہر سے نکال دے۔ ہم نے ان عیسائیوں کو اس شرط پر امن دیا ہے کہ وہ شہر میں اطمینان سے رہیں۔ اس لئے ان سے نقص عہد روا نہیں۔ (باقی دارد)



خبر انصار کا عظیم الشان سالانہ اجلاس موضع ۴-۵-۶ مارچ ۱۹۳۸ء بروز جمعہ، ہفتہ واولو مطابق یکم-۲-۳ محرم ۱۳۵۷ھ بمقام جامع مسجد بصرہ منعقد ہوگا۔ امور علمائے کرام کی تشریف آوری کی توقع ہے۔ شائقین ان تاریخوں کو نوٹ فرمائیں۔ باہر سے تشریف لائے والے اصحاب کے قیام و طعام کا انتظام بلا معاوضہ ہوگا۔

سالانہ تبلیغی دورہ { امیر حزب الانصار کی قیادت میں حزب انصار کا تبلیغی وفد حسب دستور سالانہ گذشتہ ماہ مارچ و اپریل میں دیہات کا تبلیغی دورہ کرے گا۔ جن جن مقامات کے اصحاب اپنے ماں و پدر کو دعوت دینا چاہیں وہ اپنی درخواستیں یکم مارچ سے پہلے دفتر حزب الانصار میں بھیج دیں۔ تاکہ پروگرام بناتے وقت ان کے علاقہ میں بھی مقام مقرر کیا جاسکے۔ یکم مارچ کے بعد جو بھی درخواستیں موصول ہوں گی۔ ان پر عمل کرنے میں دشواری کا سامنا ہوگا۔

تبصر

آخری نبی

مولو محمد حبیب اللہ احمدی مبلغ خیر انصاری کو قلم

میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیانی اور اس کے مریدوں نے خاتم النبیین کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیوں کی مہر ہیں اور آپ کی کامل اتباع سے آپ کے بعد آپ کی امت میں سے غیر شرعی انبیاء آئیں گے۔ حالانکہ خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا کسی صحابی یا کسی تابعی نے خاتم النبیین کی یہ تفسیر نہ بیان کی ہے کہ حضور پر نور کی کامل پیروی سے آپ کے بعد آپ کی امت میں سے غیر شرعی نبی آئیں گے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت مذہب کی معتبر تفسیروں مثلاً ابن جریر - ابن کثیر - کبیر - غرائب القرآن - خازن - مدارک - بیضاوی - فتوحات المیہ - اکیلیل - سراج منیر - ابی السعود - روح البیان - روح المعانی - جلالین - المحرر المحیط - الدر القیط - فتح المتان - مواہب الرحمن - جامع البیان - تفسیر احمدیہ - التقان - میں بھی خاتم النبیین کی تفسیر یہ نہ کی گئی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اتباع سے آپ کی امت میں سے غیر شرعی نبی آئیں گے۔

عرض یہ ہے کہ خواہ خاتم النبیین رہا یا نہ ہو خواہ خاتم النبیین رہا یا نہ ہو۔ مطلب ایک ہی ہے یعنی یہ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں (دیکھو تفسیر ابن جریر جلد ۲ ص ۲۸۱ - تفسیر درمنشور جلد ۲ ص ۲۸۱ - تفسیر روح المعانی جلد ۱۲ ص ۳۲ - تفسیر بحر المحیط جلد ۲ ص ۲۳۳ - تفسیر فتوحات المیہ جلد ۲ ص ۲۸۱) اور حضور پر نور کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائیگا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے نبی بنا گئے ہیں (دیکھو تفسیر خازن جلد ۳ ص ۲۸۱ - تفسیر کشاف جلد ۲ ص ۲۸۱)

ناظرین کی دلچسپی کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے وہ حوالے دیے ہیں جن میں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ ابن مریم نبی اللہ علیہ السلام کو سلسلہ موسویہ کا خاتم الانبیاء یعنی آخری نبی اور خاتم الخلفاء یعنی آخری خلیفہ تحریر کیا ہے۔

موسوی سلسلہ کا خاتم الانبیاء

(۱) ”کان عیسیٰ خاتمہ خلفاء السلسلۃ الکلیمۃ وکان لہا کاخرا اللبنة وخاتمہ المسلمین“

خطبہ الہامیہ حاشیہ ص ۶

(۲) ”موسوی سلسلہ کا خاتم الانبیاء اپنے باپ کی رو سے حضرت موسیٰ کی قوم میں سے ہیں“ (ترجمہ گوٹروید ص ۲۳)

(۳) ”سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت عیسیٰ خاتم الانبیاء ہے“ (ترجمہ گوٹروید ص ۱۹۱) خلیفہ الاسلام پر قادیانی

(۴۴)۔ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو بنی اسرائیل میں مبعوث فرمایا۔ اور ان کو بنی اسرائیل کا خاتم الانبیاء بنایا،

خطبہ الہامیہ ص ۳۳

۵۔ ”سو اسی مشابہت کے ثابت اور تحقیق کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں بارہ موسوی خلیفوں کا ذکر فرمایا جن میں سے ہر ایک حضرت موسیٰ کی قوم میں سے تھا۔ اور تیسرا وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا جو موسیٰ کی قوم کا خاتم الانبیاء تھا۔ مگر درحقیقت موسیٰ کی قوم میں سے نہ تھا،“

(تحفہ گوڑویہ ص ۲۳)

۶۔ ”غرض جیسا کہ قرآن شریف میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ بن مریم کے درمیان بارہ خلیفوں کا ذکر فرمایا گیا۔ اور ان کا عدوبارہ ظاہر کر لیا گیا کہ وہ تمام بارہ کے بارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھے۔ مگر تیسرا وہاں خلیفہ جو اخیر خلیفہ ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے باپ کی رو سے اس قوم میں سے نہیں تھا“ تحفہ گوڑویہ ص ۳۳

۷۔ ”ان میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ایسے خلیفہ تھے جو موسوی سلسلہ کے آخرین پیدا ہوئے“ (تذکرۃ الشہادتین ص ۹) (نوٹ)۔ مزار غلام احمد صاحب قادیانی کے الفاظ (موسوی سلسلہ کا خاتم الخلفاء) کا مطلب یہ ہے کہ حضرت یحییٰ ابن یحییٰ علیہ السلام موسوی سلسلہ کے آخری خلیفہ تھے۔“

موسوی سلسلہ کا آخری پیغمبر

(۱)۔ ”چودھویں خصوصیت یہ کہ اگرچہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہ تھا۔ مگر ان کے سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا جو موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا“ (تذکرۃ الشہادتین ص ۳۸)

(۲)۔ ”چودھویں خصوصیت یہ یسوع مسیح میں پختی کہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہ تھا۔ مگر باپ ہم موسوی سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا۔ جو موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں پیدا ہوا“ (تذکرۃ الشہادتین ص ۳۳)

(نوٹ)۔ ان مقامات میں مزار غلام احمد قادیانی کے الفاظ (موسوی سلسلہ کا خاتم الانبیاء) کا صحیح مطلب یہی ہے کہ حضرت یحییٰ بن مریم علیہ السلام موسوی سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا۔

موسوی سلسلہ کا خاتم الخلفاء

(۱)۔ خدا نے پہلی امتوں کے ہلاک کر دینے کے بعد موسیٰ کو پیدا کیا۔ اور اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا کی اور اس کی قوم کو خلافت اور ان میں سلسلہ ہدایت کا قائم کیا۔ اور اس سلسلہ کا خاتم الخلفاء حضرت عیسیٰ کو بنایا پس حضرت عیسیٰ اہل عمارت کی آخری اینٹ تھے، (خطبہ الہامیہ ص ۳۹)

بنی اسرائیل کا آخری خلیفہ

(۱)۔ ”ازالہ اوہام ص ۶، ص ۶ پر ہے“ ایسے وقت میں ان کی طرف یحییٰ ابن مریم بھیجا گیا تھا جو بنی اسرائیل کے مسیحوں اور

نجومِ حبیب

(ہمسلسلہ ماکہ گذشتہ)

محمد حسین شوق پیلانوی

حدیث مرد دلاویز دانتا نے بہت کہ زوق پیش دید چوں دراز تر گردد

رحمہم و بیہوش سے خداوند تعالیٰ ذائقہ و صفائے نے کامل الحیا والا ایمان حضرت عثمانؓ ابن عفان کی طرف اشارہ فرمایا ہے آپ کی رحمدلی اور ذوقِ نوازی کا اس سے زیادہ اور کون سا میں ثبوت ہو سکتا ہے کہ جب باغی لوگوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کیا۔ تو آپ کے لشکر اور خدام نے آپ سے تلواریں لے کر اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ میں خود شہید ہونے کے لئے تیار ہوں لیکن امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ میں خونریزی کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ بالآخر اسی طرح ہوا کہ آپ فتنہ پرداز باغیوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ لیکن اپنے جتنے بھی کسی مسلمان کے خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرانے دیا۔ عرض آپ کے رحمدل ہونے کا کوئی حد اور شمار نہ تھا۔ اگر ان واقعات کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جائے تو ایک فترتِ طویل کی ضرورت ہوگی جس کے لئے یہ قلیل اوراق قطعاً محفل نہیں ہو سکتے۔ ہذا مشتِ نمونہ شروع و ارجح تبوک کے واقعہ کو ملاحظہ فرمائیے۔ مذکورۃ الصد خب کی تیاری کے وقت مسلمانوں میں سخت تنگدستی تھی۔ آنحضرتؐ نے اپنی زبان فصاحتِ بیان سے ارشاد فرمایا من جھن حبش الصدۃ فلہ الجنة (رواہ البخاری) یعنی جو شخص اس خشک میں سامان کی فراہمی میں مدد دے گا۔ اس کے لئے بہشت ہے تو حضرت عثمانؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا حضور یہ سوانح پالان سمیت خدا کے قدوس کی راہ میں حاضر ہیں آنحضرتؐ نے معاملہ کو بغیر غریب ہی تو حضرت عثمانؓ دوبارہ اٹھے اور کہا کہ راہِ خدا جل و علیٰ میں دو سواونٹ حاضر ہیں حضور نے تیسری دفعہ وہی الفاظ دہرائے تو حضرت عثمانؓ نے پھر عرض کیا کہ تین سواونٹ مع پالان حاضر ہیں۔ عبدالرحمنؓ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر رہے تھے۔ اور فرماتے تھے وہاں علیؓ عفانؓ ما عمل بعد ہذا یعنی عثمانؓ کا یہ عمل اس کے تمام گناہوں کا کفارہ ہے۔ اس کے بعد عثمانؓ کو عمل کی کوئی ضرورت نہیں۔ (رواہ الترمذی) سبحان اللہ جس شخص کے حق میں آقائے نامدار سرورِ مادیہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کو ہر نشان ہوں اور ارشاد خداوندی یوں تو رہیں والذین امنوا وھاجروا وجاهدوا فی سبیل اللہ یا موالھم و انفسھم اعظمہ درجۃ عند اللہ واولئک ہم الفائزون الایۃ ترجمہ وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور ہجرت کی ہے (حضرت عثمانؓ نے دو ہجرتیں کی ہیں) اور جہاد کیا ہے اللہ کے راستے میں مال و انفس سے

بقیہ صفحہ خلیفوں میں سے آخری مسیح اور آخری خلیفہ اللہ تھا جو بر خلافت سنت اکثر نبیوں کے بغیر تلواریں و نیزہ کے آیتھا..... بہر حال اگر عیسائی اسرائیلی میں کئی مسیح آئے۔ لیکن سب سے پیچھے آنے والا مسیح وہی ہے جس کا نام قرآن کریم میں مسیح عیسیٰ ابن مریم بیان کیا

وہ خدا کے نزدیک بڑے درجہ والے ہیں اور وہی لوگ کالمیاب ہونگے کسی انسان من حیث الانسان کے خیال میں یہ بات نہیں سکتی کہ وہ غاصب یا خائن ہو اور خصوصاً حضرت عثمان کی خلافت تو خالص اسلامی طریق جمہوریت سے مقرر ہوئی ہے جس میں پانچ آراء میں سے اکثریت آرا کالمیابی کی دلیل بنتی پھر اس میں حضرت عثمان کا کیا قصور تھا مشیت ایزدی کا تقاضا صاحب یونہی تھا تو پھر کون دم مار سکتا تھا حدیث و لبرائ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ **ینادی مناد من السماء اول الحضار الا ان علیا وشیعنتہ هم الفائزون و ینادی مناد آخر الحضار الا ان عثمان وشیعنتہ هم الفائزون** فروع کافی جلد ۱۲ ص ۱۸۱ ناظرین انصاف فرمائیے حکومت قرآن بھی فائز و صادق بھی فائز و فرائض اور حضرت امیر کرم اللہ وجہہ بجلو اسرار عثمان کو اپنی دلیل میں پیش کریں اس کی خلافت کو ائمہ کے برائے نام ماننے والے بزور غلط چیلے چائے خلافت عنصہ کیس۔ یہ جبکہ مارنا نہیں تو اور کیا ہے۔ بریں نقل و دانش سباید گریست۔

ایک بات بلا شک کہ بلا کا نو چنچال سانچہ بھی دنیا ئے اسلام کے لئے بھلا دینے کی چیز نہیں یہ وہ حادثہ ہے جس کے غوفی واقعات سے قیامت تک تاریخ کے اوراق رنگیں رہیں گے اور اہل بیت اور اسلام سے محبت رکھنے والے قلوب کے لئے ہمیشہ صبر و استقامت کا وہ عظیم النظم مرتع پیش کرے گا جو اپنی نظیر آپ ہے لیکن تعصب کے جوئے کو گردن سے چنیک کر انصاف سے غور کیا جائے تو حضرت عثمانؓ کی شہادت کا جاگہ لازماً افتخار بھی کسی حیثیت سے نظر انداز کرنے کے قابل نہیں خیال فرمائیے جس شخص کو اپنے خریدے ہوئے کنوئیں سے پانی سے محروم رکھ کر پائس سے ٹرپ ٹرپ کر رخصت ہو جانے کے لئے چھوڑ دیا جائے اسپر بھی سلی نہ ہو اور اندر گھسکر کلام الہی کی تلاوت کرتے ہوئے خدا کے پیالے کو نہج سے جام شہادت پلا دیا جائے پھر ستم بالا ئے ستم یہ کہ اس کے اشارہ ابر و پر سنیکڑوں جان دینے والے خدام دیکھنے لگیں اور مالک انہیں لب ہلانے کی اجازت نہ دے اس سے زیادہ صبر کا نمونہ تو میرے خیال میں کوئی واقعہ پیش نہیں کر سکتا۔ علاوہ ازیں اس واقعہ کے دیکھنے والے صحابہ کرام تھے جسکے صدق و متقال میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا اور اس کے برعکس سانچہ کر بلا کے راوی یزیدی قاتلان حسین جبکہ ہر بات میں آسمان و زمین کا فرق ہے کیونکہ اہل حق کے مددگار تو ایک ایک کر کے کام آچکے تھے اور عابد سیاحیمیں سیر عیالات پر دراز تھے پھر ان واقعات کا راوی بجز یزیدیوں کے اور کون ہو سکتا ہے یا کوئی گروہ تماشا میں بھی تھا جو یقیناً نہیں تھا۔ آدم بر سر طلب شیعہ سچا رہے تو عجوبیں..... لیکن حیرت ہے اہل ملت و الجماعت کے جبہ و دستار والے و اذنیٹین حضرات پر جن میں سے کسی نے کبھی بھی مسلمانوں کے سامنے شہادت عثمانی کا پرہیز نہ نقشبہ کھینچ کر صبر و استقامت اور حمدی کا سبق نہیں سنایا شیعہ کی طرح یہ حضرات بھی سالانہ محرم میں جا بجا انیسویں پر گریباں چاک کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ وصول بھی ہوتا ہے اور سر بھی ٹمکا۔ اور یہ نمبر مردنار بندھے ہوئے واویلا کرتے ہیں۔ ماعلینا الا البلاغ المبین۔

حافظ و فیض تو دعا گفتن است و لبس در بند آں مباحث کشنید یا شنید

کلب علی اور نگیش کی سولہویں ملاقات

سلسلہ اشاعت ماہ دسمبر ۱۳۳۷ء

کلب علی۔ سنئے پرنسپل صاحب دارالو اعظمین لکھنؤ آپ کی تقلید میں نگیش بھی ایسے ہی دھڑا ش مطالبات مجالس میں پیش کر دیتا ہے کہ شیعہ امام شیعوں کی مذہبی کتابوں کی رو سے اس موجودہ قرآن کے سخت مخالف تھے۔ یہاں تک کہ ان کے دلی حقیقہ کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ کہ وہ کونسا دین رکھتے تھے تم تو ان کے سامنے دائہ شجاش کے چالیسویں حصہ کے برابر بھی اصحاب ثلاثہ کے متعلق بکثافتی نہیں کر سکتے چہ جائیکہ ان کے ایمان کا مطالبہ

پرنسپل صاحب۔ آپ ناویہ موزہ کشیدہ پہلے سے ہر اسان ہو مطالبہ ایمان ثلاثہ ایک ایسا مجرب نسخہ ہے جس کے ذریعہ سے گندیاں ٹیکسا وغیرہ کئی منافقات پر سنی منظرین اور ملاؤں پر سکتے کا عالم طاری ہو چکا ہے۔

کلب عباس۔ اتنا دلی پرنسپل صاحب گالیوں میں تو ہم آپ سے زیادہ ہر سنی نگیش تو مولائے قرآن کے اور کسی بات پر کان دھرنے کا روادار نہیں چلوں گے چلیں کہ وہاں نگیش صاحب کے گاؤں میں اس سال انجمن حسینہ اثنا عشریہ قائم ہو چکی ہے۔ اور ساتھ ہی ان کے ایشاد و سن کارکردگی سے ایشاد و سن کے شیعہ کانفرنس سے چند چیدہ چیدہ مولوی ۱۵-۱۶-۱۷ اکتوبر ۱۳۳۷ء کو مدعو ہوئے ہیں جن میں ذیل کے اصحاب قابل ذکر ہیں جیشم بدو ایک سنی ملا بھی ہے جس کا نام اشتہار میں سلطان الو اعظمین علی الجبار صاحب قبلہ مظلہ تحریر ہے دوم صدر الو اعظمین مخدوم خباب حافظ کفایت حسین صاحب قبلہ مظلہ۔ سوم حاجی خباب آفتاب پتیا رغن الاقصاب، حافظ ذوالفقار علی شاہ صاحب قبلہ مظلہ اس جلسہ میں حاضر ہو کر آپ چاہہ بر سر چاہ کے مصداق پر تمام قضیہ کا نصفہ کروینگے۔

نگیش۔ آپ صاحبان کی تمام گفت شنود ہم نے نہایت غور اور توجہ سے سنی اور پورا پورا خط حاصل کیا۔ آپ نے دیکھا۔ اور خود بھی محسوس کیا ہوگا۔ کہ آپ کے علماء کے ڈانے اور دہشت انگیز خطابات مندرجہ اشتہار ۱۷-۱۸-۱۹-۲۰ اکتوبر ۱۳۳۷ء تمام ایشاد و سن کا مجموعہ حسب ذیل ہے۔

سلطان الو اعظمین۔ عمدۃ الو اعظمین۔ نخل الو اعظمین۔ شمس الو اعظمین۔ صدر الو اعظمین۔ (۱) فصیح الٹافین۔ عمدۃ الٹافین۔ ملک الٹافین۔ (۲) عمدۃ التکلمین۔ نخل التکلمین۔ صدر التکلمین۔ نخل التکلمین۔ (۳) سلطان الکریم۔ صدر التکلمین۔ (۴) انشاد و سن ختم المکرین۔ نظر الملت؟ الدین۔ ہادی ملت۔ حامی شریعت۔ ناصر ملت۔ (۵) حاجی خباب پتیا۔ (۶) حاجی خباب فضائل۔ (۷) حاجی خباب مستثنیٰ عن الاقصاب۔ (۸) حاجی خباب بیگلر الاطیاب۔ (۹) علی الاقصاب۔ صدر الافاضل۔ (۱۰) ممتاز الافاضل۔ (۱۱) منبع فواصل۔ (۱۲) عمدۃ الفضلاء۔ (۱۳) الکرام۔

۱۴ صرف عن الاقصاب ہی درج ہے۔

خطیب اعظم عظیم الشان فاضل جلیل - عالم عظیم الشان - قدوسی صفات - نضر سادات - عمدۃ العلماء - زینۃ الکلام - ذوالفضل الرفیع
الفاضل اجل - البحر اللئیم - وثیق العصر - فردالکبر - وحید الاول - قبلہ توامشاہ اللہ ب کے سب اب ان کے مقابلہ پر
آئینہ کار جائے دمزدن جبرئیل نیت کس کو یار اور کس ملوانے کو طاقت کہ پیش ہو کر انکی حرف گیری کر سکے بالخصوص ان کی گالیوں
کے مقابلہ پر یا تو بھی ان کے زنگ میں رنگیں ہو کر انیٹ کا جواب پتھر کا مصداق بنے اور یا اس حبیب مولوی کی طرح بحسب اوصاف بیت
بنے جس کی نسبت مصنف رسالہ زفر خوار دشمنان آلباء کے تحجب و اخیل آل علی نے تحریر کیا ہے کہ دست خیر گرفت اہل بیت پائے
مادر او با کاش کہ مولوی صاحب اس رافضی کو ایسا ہی جواب دیتے۔

الغرض آپ بیشک ملاحظہ کریں کہ کوئی خطاب بھی ہم نے اس میں مکر و درج نہیں کیا حالانکہ اس قدر بڑے بڑے القاب و فضائل
والے جن کا شمار تین الیش تک پہنچ گیا ہے دنیا و کی شیعہ کافر نس میں حاضر ہوئے اس قدر خطابت تو کسی امام کو بھی حاصل نہیں یہ
سب کے سب ہمارے اشتہار ستمبر ۳۳ء بعنوان (ایک ضروری التماس) اور اشتہار سکت کا بھوت) اکتوبر ۳۳ء دنیا و کے
درود یار پر چپاں دیکھتے ہوئے چپ و چاپ واپس تشریف لے جاتے ہیں گویا (صحیحہ و کبر عیٰ فیہم لا یعقلون) کے
محکم اوقنان و ابدال ہیں۔ آخر کوئی عبرت بھی اس سے آپ لوگوں کو حاصل نہیں ہوئی باوجودیکہ میں عالم ہوں نہ فاضل نہ ملاہوں نہ
مولوی صرف ایک صحیحان گشتی ہوں۔ جو فقط عقل بخیر سے خدائے تبارک تعالیٰ نے تمنا و مسخر فرمایا ہے۔ و تحقیق الحق جل جلالہ
و لا یجلی) ان سب کا دنیا اور خاموش رہنا بس اس شہر و نقل کے مصداق ہے کہ چور کی دائرہ میں نہکا، آؤ اب آپ کو تھوڑی دیر
کے اندر میری راست گوئی کی تصدیق ہو جائیگی۔ سب سے اول میں آپ صاحبان پر یہ روشن کرنا چاہتا ہوں کہ کشنی ملا اور پھر شیعوں کے
مذہبی عقائد سے باخبر ہونے کا دعویدار دشمنان صحابہ کے مجلس میں شریک ہو کر ان کا ہم نوا ہو سکتا ہے حاشا و کلاہ آپ صاحبان
توجہ سے سنیں یا تو ملا جبار کو دعوت دینے والے شیعہ منافق ہیں۔ کہ ایک سنی ملا کو زبیلہ مذللہ لکھنا اپنا دین ایمان برباد کیا۔ جب
سنی ملا قبلہ ٹھہرا تو اس کا امام عظیم الشان سلمہ الرحمن بدرجہ اولیٰ ان کا قبلہ ٹھہرا۔ انہیں حالت شیعہ مذہب و رسم ہوا۔

دوم۔ مذللہ کا دعوا جبار کے حق میں لکھنے والے حکم مولیٰ کا ظلم امام فقہ سب کے سب جہنمی ہو گئے۔ شیعہ امام کافر و بد مذہب ملاحظہ
ہو۔ سرکردگی ایشان را خود اذ ایشان است و سرکردہ ایشان است ازل جہنم است رطبۃ المتقین مجلسی یعنی جو شخص کسی
سنی کی زندگی چاہتا ہو وہ جہنمی ہے۔ اور اگر دل سے نہیں کہنا تو منافق ٹھہرے۔ و یا اندرونی طور پر ان کو
پتہ اور علم ہو گا۔ کہ جبار ان کا ہم پالہ و ہم نوا ہے۔ کاش ملا جبار کوئی مولوی علم بھی رکھتا تو بھی کوئی بات نہ تھی۔ وہ پتہ اور کبھی نہ رہے
اس کے علم کا اندازہ اس کے اس شعر سے کرنا چاہئے جو اس نے اپنے تصنیف کردہ ایک رسالہ نام رکشش راز میں درج کر کے
خود کو شیخ علی کی طرح موجب خند بنایا ہے (عفو خواہ شد اگر متفقہ عیالہم شوی) ایضاً۔ تو کہ یہ مہربان از لطف اس اسم شوی
گشتش راز ص ۵) دراصل کوئی احمق سے احمق یا جاہل سے جاہل کیوں نہ ہو لیکن شیعہ مجالس میں حاضر ہو کر بے سرو یا تعریف اللہ شیعہ
کرے اور ساتھ ہی حضور اسانوش آواز بھی ہو۔ بس وہ شخص سلطان الواعظین شمس الواعظین ملک سب کچھ ہے۔ ان شخص شیعوں کے

ماتوں میں شامل ہو کر اپنے بنائے ہوئے مرتبے تک رسالہ سال سے اپنا پیٹ ان کے عطیوں سے بھر رہا ہے (نمبر ۲) یہ شخص کوئٹہ کے وٹوں کے سلسلہ میں پنجاب جا کر کھڑو غیرہ اطراف میں کرانے کا ٹوٹن چلا رہا ہے (نمبر ۳) یہی شخص حکام سے خفیہ خفیہ ملاقاتوں کے ذریعہ پولیس کا کرنل نکدر دس روپے ماہوار الاونس اپنے بیٹے کی انگریزی تعلیم کے لئے حاصل کرتا ہے (نمبر ۴) یہی شخص خلافت کا مبلغ تکبر نظامت مل۔ لاجی وغیرہ سے سینکڑوں روپیہ نام نہاد قرض حسنہ حاصل کر کے ادائیگی کے نام پر بھی بھاگ رہا ہے (نمبر ۵) یہی شخص سنوین نام پر سدا کرنے کے لئے اپنے موضع ریسٹل تحصیل سنگو کے ایک شیعہ نمبر دار پر بند و قید خانہ کا جھوٹا دعویٰ کر کے ڈیڑھ سال قید کا سزا پایا ہو کر رہائی کے بعد بطور نفسانی پھر اس شیعہ نمبر دار کا ذریعہ رہا بن چلا ہے۔ (نمبر ۶) اب کے یہی شخص اپنے فطرتی لالچ سے مجبور ہو کر صرف پچاس روپیہ کے لئے اپنے دین و ایمان کو خیر باد کہتا ہوا موجودہ اجلاس رافضہ شیعہ بن سنگو میں شامل ہو کر جب اہل سنت کی طرف سے اپنی مردودی اور لاساسی محسوس کرتا ہے تو جھپٹ پٹ قیام نواب صاحب والی اب ضلع سرہارہ کی خدمت میں معادل و عیال جا کر اچھے قلبیسی اور ماکرانہ چالوں سے اپنے تمام کنبہ کے لئے وظیفہ حاصل کر کے میں کا دیاب ہوا ہے جس کے ابھی دو ہفتے بھی نہیں گزرے۔ کاش کہ نواب صاحب اب والا شان عالی خباب محمد فرید خان صاحب دام اقبال اپنے پرائیویٹ خطوط کے ذریعہ اسٹنٹ مکشر صاحب سنگو تحصیل دار صاحب سنگو۔ مخفانہ دار صاحب سنگو سے نامبرہ سمس ملاجیہ کے متعلق اس کی شمولیت وغیرہ کی کیفیت طلب فرماویں۔ مینوں حکام سنی میں امید ہے کہ ان کے جوابات سے حضور نواب صاحب مطمئن ہو کر جہاں تک ہو سکے جلد ارجلہ ایسے مذہبین سے اپنے ریاست کو پاک فرمائیں گے۔ کیونکہ ان کا وجود قادیانی فتنہ سے اپنی دجالی میں زیادہ تر مملکت اور سادہ لوح رعایا کے لئے بہت بڑھ چڑھ کر ضرر رساں ہے (وما علینا الا البلاء)

آدم بر مطلب کلب عباس آئیے آپ کو ذوالفقار علی نوٹال آل ابوطالب ساکن گجرات کے ساتھ روشناس کروں تاکہ آپ کو عبت تکلیف اٹھانے پڑے یہ حضرت بڑے کرؤ فر سے بلائے گئے اور دو وقتہ ملاؤ قورمہ چائے لیٹ اور کابلی سردے وانگور سے اس کی توافع ہوتی رہی اپنے وعظ میں وہ اسرار امامت اور طقی دلائل سے قیامت برپائی کو سجائے اللہ اکبر کے یا علی مدد کے نعروں سے سامعین متانوں نے آسمان سر پر اٹھایا۔ ان میں سے چند سنگو نے عرض کئے دیتا ہوں۔ تاکہ آپ اور ناظرین شمس اسلام بھی خطا اٹھائیں۔

(۱) فرماتے ہیں میں نے پنجاب کے ایک دیہاتی سے پوچھا بھائی پنجتن کو بھی جانتے ہو۔ اس نے جواب دیا (جی ہاں) — اول رسول خدا۔ دوم ابوبکر صدیق۔ سوم حضرت عمر۔ چہارم حضرت عثمان۔ پچھم علی رضی اللہ عنہم نے کہا دیکھو بھائی اور غور سے یاد کرو یہ نشان بالنت ہے

ﷺ

جب تم بڑی انگلی کی طرف ناپ شروع کرو جب بڑا انگوٹھا ناپ کرتے وقت اٹھاتے جاو گے تو فوراً چھوٹی انگلی اس کے مقام پر آجاتی ہے قیامت تک ناپ کرتے جاؤ بڑا انگوٹھا اپنے مقام سے اٹھتے ہی چھوٹی انگلی اس کی قائم مقام بن جاتی ہے باقی تین انگلیاں بیکار کسی کام کی نہیں رہتیں۔

(۲) وہ مہر گوش اور خضر کا ایک ہی حکم ہے موسیٰ کلیم اللہ تین بلاؤں میں مبتلا ہوا تھا۔ ویسا ہی ہمارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین بلاؤں میں گہرا ہوا تھا۔ ابوجہل، ابولہب، ابوسفیان یہ تھے ذوالفقار علی کے علمی جواہر پارے۔

کفایت حسین صاحب، کیا فرماتے ہیں جب حسین شہید ہوا تو ایک مرغی اون کے خون سے اپنے پر زنگین کے آڑی اور مدینہ جاکر رسول خدا کی قبر مبارک پر بیٹھ گئی تو رسول اللہ نے پوچھا اے پرندے تم کہاں سے آئے اور یہ تیرے پر کس طرح خون آلود ہو گئے ہیں وہ بآواز خریں بولی حضور حسین کے شہید ہونے کی خبر لائی سوں۔ یا ولیتا۔ اور میں نے یہ پر بطور نشان کے زنگین کئے ہیں آپ نے دیکھا اپنے واعظین کی قابلیت اور ان علمی سمندروں کی حاجی۔ خدا کی قسم جن کو تم لوگوں نے خطاب و القاب کی بھرمار سے طلسمی آڑ مانتا کر خبر اروں اشتہار کے صفحے سیاہ کر دئے ہیں۔ قرآن کی دشمنی نے ان کو کسی معقول ذہنیت کا مین چھوڑا۔ آپ ان کے بھر و سر پر نہ دین کے رو گئے نہ دنیا کے۔

جوابات شیعہ ذوالفقار مذکور کا جواب ۲۲ امورات دین و دنیا میں رب سے زیادہ دخل عملاً قلم کا ہے حب ارشاد نبوی صلوٰۃ اللہ علیہ اولہ و آلہ و سلم ما خلق اللہ القلم جس کے ذریعہ قیامت تک ہونے والے واقعات درہ درہ لکھ کر حفظ القلم پر اس کا خاتمہ ہوا۔ چنانچہ توراۃ زبور، انجیل و فرقان وغیرہ صحائف مندرجہ کما فی اسی قلم سے لکھے گئے ہیں۔ اور زبان کی دینی کتب اور مسائل اور سرسلطنت کے فرامین و احکام اور فیصلہ جات دینی و دنیاوی فقط قلم کے ذریعہ لکھے جاتے ہیں کوئی دیکھے اور آراء لے کر ان میں زیادہ ترین انگل اور چوتھا بھی بطور تکیہ کے کام دیتے ہیں۔ لیکن پانچواں انگل محض بیکار مذہب کا نہ دینا کا۔ ایضاً اکرم علیہ السلام سے لے کر چارے رسول بزرگوار کے زمانہ تک بلکہ حضور صلعم کے بعد بھی جس قدر جہاں میں مداخلت ہوئی ہیں۔ تیر جلاتے وقت پانچویں انگلی مطلقاً بیکار۔ اسی طرح سے نیز ہا ورتور اور چلانے میں بھی تمام قوت اور مدد کار چار مبارک انگلیوں پر تھا اور ہے۔ پانچواں انگل فقط آرائش اور غائیش کا نشان ہے۔ بلکہ بدوق کے ایجاد پر بھی ثابت ہوا کہ بدوق کے بہانے اور چلانے میں بھی چاروں انگلیوں پر مدد ہے۔ ایضاً +

جواب نمبر ۲۳) نبی کریم کے تین بلاؤں میں مبتلا ہونے کا جو مناقضانہ اظہار کر کے نبی میں وقت روایتی جو اعلان دروازہ پر چسپاں کر کر اسی وقت ریل میں سوار ہو کر چلے گئے اوس پر اس وقت روشنی ڈالنا قبل از وقت ہے آئندہ قرآن کی بحث میں انشاء اللہ مفصل بتایا جائیگا۔ کہ تین بلاتے تھے بلکہ بارہ عدد بلاؤں سے آنحضرت اور اس کی امت کا واسطہ پڑا ہے جس کا بھی تک خاتمہ نہیں ہوا رافعات حسین کی مندرجہ بالا تقریر بیان کردہ مقام (پینہ ڈری) کا جواب عیاں راجحہاں۔ ایسے ویسے امیر حمزہ کی کہانیوں اور دروغ بانی کے طوماروں سے سزا نا ملکہ لاکھوں کتابیں رافضیہ کی بھری پڑی ہیں۔ کون انسان ہے اور کس کی یہ طاقت ہے اور اتنی عمر اور عملہ نقول انفرادی پر کسکتا ہے کہ ان کو قلم بند بھی کر دیں اور جوابات بھی تحریر کر امیں یاں مقوم عالم نے اس کا انتظام کر رکھا ہے اور ان پر کرام الکاتبین مقرر کر رکھے ہیں ان افراد کا ذہن کو فردا فردا کہا جائیگا رکھ انفساٹ الیومہ حبیبنا کجامرعی کا آنا۔ اور کر بلا سے واپس جانا۔ اور سینکڑوں میل کا فاصلہ طے کر مدینہ منیخا

اور فضل حجرہ مطہرہ میں گھس کر قبر مبارک پر بیٹھنا۔ اور پھر خدا کے ساتھ سوال و جواب کرنا۔ اور پھر ان واقعات کو چیکے سے ایک رافضی کا نشانہ اور لہجہ اس کو سلسلہ وار کفایت حسین تک پہنچایا فلختہ اللہ علی الکاذبین۔

کلب علی سنوار کان لگا کر سنو۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو اسی لعنت کے زہ میں خود بھی آسکتا ہوں۔۔۔۔۔

رافضہ سنگو وغیرہ قصبات کا جو جلد ۵-۱۹-۱۷ اکتوبر ۱۳۲۰ء کو ہوا اس کے دوسرے روز ۱۹ اکتوبر کو اپنے عزیززادہ

محمد اعظم خان اور شری عبدالوہاب دوستی اور جمال خان رسالہ دانش اور حسین غلام دوشیعہ کو کتاب کافی امام مہدی شیعہ

کی منظور شدہ اور حیات القلوب جلد سوم عمدۃ المؤمنین باقر مجلسی کی مشہور و معروف کتاب دیکر اس میں جا بجا نشانہات

رکھ کر تباہ کئے کہ اس کو لیجا کر ذوالفقار اور کفایت حسین کو پیش کر کے پوچھو کہ ان حوالجات سے تمہارے نزدیک موجود

قرآن مقدس ناقص اور بے اعتبار ٹھیکر ہے یا نہیں پھر دوبارہ گفتگو کے لئے کسی مکان پر اجتماع کی تجویز کو پیش کیا جس پر

فساد کا غدر رنگ پیش کرتے رہے آخر قرار پایا کہ محمد اعظم خان کے مکان پر فریقین میں سے دس دس آدمی منتخب ہو کر

اس قضیہ پر روشنی ڈالینگے۔ لیکن وہ نہ آئے نہ آئے۔

پھر میں نے مکرر بعد از نماز ظہر ۱۷ اکتوبر ۱۳۲۰ء کو چودہ عدد جعلی آیات جن کو شیعہ اماموں نے منجانب اللہ نازل شدہ بتا

اپنے خدائیوں کے ذہن نشین کرادئے ہیں۔ کہ موجودہ قرآن میں کمی ہے بالخصوص سارے بارے میں نازل شدہ بے شمار

آیات جگہ جگہ مٹا دئے گئے ہیں۔ لاکھ سید محمد اکبر صاحب شیعہ سید ماسٹر سکول موضع توغ تحصیل سنگو کے ہاتھ میں اس کے

کھرمعہ دو نفر جا کر وہ پرچہ دیدیا۔ کہ براہ مہربانی مدعو شدہ مولویوں کے سامنے رکھ کر اس کے متعلق تسکین بخش جواب لاکر میرے

حوالہ فرماویں۔ سید ماسٹر جس کا بیان ہے کہ اس کے متعلق تحریری جواب چودہ دن کے اندر اندر آپ کو موصول ہو جائیگا۔ چنانچہ

آج اس مسودہ کی تحریر تک جو ۲۶ نومبر ہے ایک مہینہ ایک ہفتہ گذر گیا لیکن دستہ تحریری جواب سے یوں ہیں آئندہ دیدہ بید

کلب علی، کمزری نگہش میں ایک آزاد خیال شخص ہوں جسے آپ نے نام کسٹھ چھیر کر امام المؤمنین کلینی اور

عمدۃ المؤمنین باقر مجلسی کو زندہ درگور کے مصداق بنا دئے ہیں تو پھر اس زمانے کے لٹو خوجو کس سی قطار میں ہیں۔

ہم بھی ان کے شارح کردہ خطابات و القابات کو شعلہ کار توس سے تشبیہ دیتے ہوئے تم پر اپنا سکہ جانے میں خوش ہوتے

ہیں پس جیسا کہ آپ کا مالا جبار سلطان الواعظین قبلہ مظلہ نکر عوام میں اس کو نمایاں جگہ پر بٹھا گیا ویسا سارے مولویوں کو بھی بٹھا

چاہئے۔ لیکن یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہوئے کیوں اس بنظر کتاب ربانی کو انسانی تصرف اور دست برد

سے محفوظ اور پاک نہ سمجھتے ہوئے ایمان پر قائم رہ سکتے ہیں۔ اچھا اب تو کلب حسن سیالکوٹ جا کر عنایت علی نقوی بخاری دیتے

درجہ سے پورا پورا مصالحہ حاصل کر کے بعدہ مقام کسٹھ جا کر دمان کی بجھن امامیہ سے وہ مشہور و معروف رسالہ سنی بنام

زفر خدا بنعمان آل عباس لائے آئے ہیں جس میں قبلہ محمد شیر قاسم کسٹھ لانے بڑے پروردگار کے ثابت کر دیا ہے کہ یہ قرآن

ہے۔ اسی کو ائمہ بھی پڑھتے رہے اور اسی کے ذریعہ دعوت دیتے رہے بجز ترتیب نزول کے اور کوئی اعتراض نہیں رہی کہ نہ سنی

ہماری گفتگو نے قدرے مولد کھینچا اسلئے اب شخصیت ہوتے ہیں اگلی ملاقات پر آپ سے ملکر اس مسئلہ قرآن کو رداری اور فاضلی

مُزرا قادیانی کے دعویٰ مہدیت کی تردید

(مولوی حبیب اللہ مبلغ حزب الانصاف قلم)

قادیانی دلائل

(۱) کتاب نور الحق حصہ دوم مطبوعہ ۱۳۱۳ھ مفید عام پریس لاہور کے مٹ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے دو فاجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الاقوام ان الشمس تلتفت عند ظهور المہدی فی النصف من ہذا الايام یعنی الثامن والعشرون قبل نصف النهار وکذا لا ظہر کما لا یخفی علی اولی الابصار فانظر کیف تمت کلمۃ ہمتنا صدقا وعدلا فاق الله ولا تلکن من الممتون، (ترجمہ) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ سورج گرہن مہدی کے ظہور کے وقت ایام کسوف کے نصف میں ہوگا۔ یعنی اٹھائیسویں تاریخ میں دوپہر سے پہلے اور اس طرح پڑتا رہے گا۔ جیسا کہ آنکھوں والوں پر پوشیدہ نہیں۔ پس دیکھ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کیسی ٹھیک ٹھیک پوری ہو گئی۔ پس خدا سے ڈرا و رشک کرنا و ان میں سے موت ہوگی۔ کتاب غنیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳ پر ہے۔

در اصل بات یہ ہے کہ نبی برحق کی حقانیت کے لئے ایمان لانے والوں کی کثرت شرط نہیں ہے بلکہ دلائل قاطعہ سے اتمام حجت شرط ہے۔ پس اس جگہ مناجات نبوت کی رو سے اتمام حجت ہو چکا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق دومرتبہ ملک میں کسوف خسوف ہو گیا جو مسیح موعود کے ظہور کی نشانی تھی، (۲)۔ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء کے صفحہ ۵۹، ۶۰ پر ہے۔

در ایک یہ بھی نشان آنے والے کا ہے کہ اس زمانہ میں رمضان میں کسوف و خسوف ہوگا۔۔۔۔۔ رسول اکرمؐ نے یہ بھی فرمایا کہ آدم سے لیکر اس مہدی تک کوئی ایسا واقعہ نہیں،

(۳)۔ کتاب چشمہ معرفت کے صفحہ ۳۱ کے حاشیے اور کتاب تحقیقہ الوحی کے صفحہ ۱۹۵ پر ہے۔

و او جیسا کہ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے یہ گرہن دومرتبہ رمضان میں واقع ہو چکا ہے۔ اول اس ملک میں دوسرے امریکہ میں اور دونوں مرتبہ انہیں تاریخوں میں ہوا ہے جنہی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے۔

(۵)۔ کتاب البریہ کے صفحہ ۲۲۵ کے حاشیہ پر ہے۔

ووا ایسا ہی احادیث میں یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ مہدی موعود ایسے قصبہ کا رہنے والا ہوگا۔ جس کا نام کدہ یا کدہ ہوگا۔ اب ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ یہ لفظ کدہ دراصل قادیان کے لفظ کا مخفف ہے،

(۶)۔ کتاب تحفہ گوڑویہ کے صفحہ ۳۱ پر ہے۔
 دو اور احادیث اور آثار کو دیکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ آنے والے مہدی آخر الزمان کی نسبت یہی لکھا ہے
 کہ وہ مرکب الوجود ہوگا۔ ایک حصہ بدن کا اسراٹھی اور ایک حصہ محمدیؐ

جواب

میں عرض کرتا ہوں کہ حدیث کی کتابیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک قسم کی وہ کتابیں ہیں جن میں محدثین اپنی اپنی سندوں کو بیان کرتے ہیں اور کسی صحابی کی روایت کے ذریعے حدیث نبوی بیان کرتے ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری شریف صحیح مسلم شریف سنن ترمذی سنن ابن ماجہ سنن ابوداؤد سنن نسائی مسند احمد مسند رک حاکم تصانیف حضرت امام بیہقی رحم موطا امام مالک موطا امام محمد وغیرہ دوسری قسم کی وہ کتابیں جن کے لکھنے والے اپنی اپنی سندیں بیان نہیں کرتے۔ بلکہ مندرجہ بالا کتب حدیث سے روایت نقل کرتے ہیں۔ صحابی کا نام بھی لکھ دیتے ہیں۔ اور حدیث کی جس کتاب سے روایت نقل کرتے ہیں اس کا نام بھی لکھ دیتے ہیں۔ جیسے مشکوٰۃ شریف اور کنز العمال وغیرہ۔ گذاش یہ ہے کہ حدیث کی کسی سند کتاب میں نہ صحیح کے ساتھ کوئی ایسی حدیث نبوی نہیں ہے کہ ماہ رمضان میں مہدی کے وقت چاند سورج کو گریں لگے گا۔ اور الفاظ (فاخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الا نامان الشمس تنکسف عند طلوع المہدی فی النصف من هذا الایام) کسی صحیح مرفوع متصل روایت میں نہیں ہیں۔ اسی طرح کوئی صحیح مرفوع یا موقوف روایت نہیں آئی میں کہ مہدی کے وقت دو دفعہ چاند گرے اور دو دفعہ سورج گرے ماہ رمضان میں ہوگا۔

(۲) سنن دارقطنی کی جلد اول کے صفحہ ۸۸ پر حدیث یوں ہے عن عبد اللہ بن عمرو عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الشمس والقمر ایتان من آیات اللہ لا ینحسفان لموت احد ولا لحياتہ و لکنھما ایتان من آیات اللہ فاذا راۃھما فصلوا (ترجمہ) حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا تحقیق سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان کا گرنا کسی کے مرنے اور زندگی کے لئے نہیں ہوتا ہے اور لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ پس جب ان کو دیکھو تو نماز پڑھو۔
 (۳) کتاب حج الکرامۃ کے صفحہ ۵۰ پر ہے۔

دو درویشاں المسلمین گفتہ مولدے وردے باشند کہ کسی را کہ بعد گویند امام ستغری در دلائل النبوة بانہ خودش ازل ابن عمر آوردہ والو بکثرتی گفتہ براید از قرئہ کہ آن را کہ خوانند،
 (۴) محدث ابن عدیؒ نے ”کامل“ میں یہ روایت لکھی ہے۔
 یخرج المہدی من قریۃ باليمن یقال لها کرعۃ،

مگر اس روایت میں ایک راوی عبد الوہاب بن ضحاک ہے جس کو ابو جاتم نے جھوٹا کہا۔ نسائی وغیرہ نے منکر کہا دارقطنی نے منکر الحدیث کہا روایکوں کتاب میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۱۶۰، ۱۶۱

کتاب فصل الخطاب، فتاویٰ حدیثیہ، میزان الاعتدال، حج الکرامۃ غایت المقصود جلد ۱ صفحہ ۱۶۵ اور احوال الکافر تہ ص ۲۳ پر مدکرعہ لکھا ہے۔

مزارقاویانی کے اقوال دربارہ مہدی

۱۔ کتاب ازالہ اوامہ حصہ دوم، صفحہ ۵۱۸، ۵۱۹ پر مزار نے لکھا ہے۔

ایسا ہی مہدی کے بارہ میں جو بیان کیا جاتا ہے کہ ضرور ہے کہ پہلے امام محمد مہدی آویں اور بعد اس کے ظہور مسیح ابن مریم کا ہو۔ یہ خیال قلتِ مذہب کی وجہ سے پیدا ہوا۔ اگر مہدی کا آنا مسیح ابن مریم کے زمانہ کے لئے ایک لازم غیر منفک تھا اور مسیح کے سلسلہ ظہور میں داخل ہوتا۔ تو وہ بزرگوار شیخ اور امام حدیث کے یعنی حضرت محمد اسمعیل صاحب صحیح بخاری اور حضرت امام مسلم صاحب صحیح مسلم اپنے صحیحوں سے اس واقعہ کو خارج نہ رکھتے۔ لیکن جس حالت میں انہوں نے اس زمانہ کا تمام نقشہ کھینچ کر آگے رکھ دیا۔ اور جس کے طور پر دعویٰ کر کے بتلادیا کہ فلاں فلاں امر کا اس وقت ظہور ہوگا لیکن امام محمد مہدی کا نام تک بھی تو نہیں لیا۔ پس اس سے سمجھا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی صحیح اور کامل تحقیقات کی روئے ان حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھا جو مسیح کے آنے کے ساتھ مہدی کا آنا لازم غیر منفک ٹھہرا رہی ہیں۔

(۲)۔ کتاب ازالہ اوامہ حصہ دوم صفحہ ۵۱۸ پر ہے۔

لیکن محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔

(۳)۔ کتاب تحقیقۃ الوحی کے ص ۱۲ پر مزار نے لکھا ہے۔

”پھر مہدی کی حدیثوں کا یہ حال ہے کہ کوئی بھی جرح سے خالی نہیں اور کسی کو صحیح حدیث نہیں کہہ سکتے“

(۴)۔ کتاب صمیمہ راہین احمدیہ حصہ پنجم کے ص ۱۵ پر ہے۔

”میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمہ ومن عاتقی وغیرہ ہے بلکہ میرا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا ہے اور مسیح موعود کے لئے کسی محدث کا قول نہیں کہ وہ بنی فاطمہ وغیرہ میں سے ہوگا۔ بل ساتھ اس کے جیسا کہ تمام محدثین کہتے ہیں میں بھی کہتا ہوں کہ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں سے صحیح نہیں۔ اور جس قدر اقراء ان حدیثوں میں ہوا ہے کسی اور حدیث میں ایسا اقراء نہیں ہوا۔ خلفاء عباسی وغیرہ کے عہد میں خلیفوں کو اس بات کا بہت شوق تھا کہ اپنے نیک مہدی موعود قرار دیں پس اس وجہ سے بعض حدیثوں میں مہدی کو بنی عباس میں سے قرار دیا۔ اور بعض میں بنی فاطمہ میں سے اور بعض حدیثوں میں یہ بھی ہے کہ رجل من امتی کہ وہ ایک آدمی میری امت میں سے ہوگا۔ مگر دراصل یہ تمام حدیثیں کسی اعتبار کے لائق نہیں، یہ صرف میرا ہی قول نہیں بلکہ بڑے

بڑے علماء اہل سنت بھی کہتے چلے آئے ہیں اور ان حدیثوں کے مقابل پر یہ حدیث بہت صحیح ہے جو ابن ماجہ نے لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ لا محمدی الا عیسیٰ یعنی اور کوئی مہدی نہیں مرنے عیسیٰ ہی مہدی ہے جو آنے والا ہے۔

(۵) کتاب ضمیمہ برائیں احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۸۷ پر ہے

”یہ تمام اقوال اس بنا پر ہیں کہ مہدی موعود نبی فاطمہ سے یا بنی عباس سے آئیگا۔ اور ابدال اور قطب اس کی ہجرت کر گئے مگر میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ انکار محدثین کا یہی مذہب ہے کہ مہدی کی حدیثیں سب محروح اور مخدوش بلکہ اکثر مخدوش ہیں اور ایک ذرہ ان کا اعتبار نہیں بعض ائمہ نے ان حدیثوں کے ابطال کے لئے خاص کتابیں لکھی ہیں۔ اور بڑے زور سے ان کو رد کیا ہے اور جب کہ یہ حال ہے کہ خود مہدی کا آنا ہی محض شک اور شبہ میں ہے تو پھر ابدال کا سماعت کرنا کب ایک یقینی امر ہو سکتا ہے۔ جب اصل سچ نہیں تو فروغ کب صحیح ٹھہر سکتے ہیں۔“

(۶) رسالہ حقیقت المہدی (مطبع ضیاء الاسلام قادیان) صفحہ ۱۰ پر ہے

”مہدی اور مسیح موعود کے بارے میں جو میرا عقیدہ اور میری جماعت کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس قسم کی تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے بارے میں ہیں سرگز قابل وثوق اور قابل اعتبار نہیں ہیں۔“

(۷) حماۃ البشری کے صفحہ ۴۴ پر مرنے لکھا ہے۔

والعجب الاخوانہ یتظرون المہدی مع انہم یقرؤن فی صحیح ابن ماجہ والمستدرک حدیث لا محمدی الا عیسیٰ وعلیہم ان الصیحیین قد ذکرنا ذکرہ لضعف احادیث سمعت فی امرہ وعلیہم ان احادیث ظہور المہدی کما ضعیفہ فخر وحاجۃ بل بعضہا موضوعۃ ما ثبت منہا شیء“

حکیم مزارا خدابخش مزارائی کی تحریر

مزارا خدابخش صاحب مزارائی نے اپنی کتاب ”عمل مصفی“ حصہ دوم مطبوعہ ۱۳۳۲ھ اللہ بخش علیہم السلام پر قادیان کے ۱۳۱۲ھ پر لکھا اور اول پہلو کے متعلق کہ احادیث مہدی موضوع ہیں ہمارے پاس یہ دلیل ہے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جو مذہب موعود کے رہنے والے اور بہت سے صحابہ رضوان اللہ علیہم سے بذات خود ملنے والے تھے، انہوں نے سب سے پہلے ایک کتاب موطا لکھی جس میں انہوں نے وہ حدیثیں جو ان کو اپنے وقت میں مل سکیں جمع کی ہیں اس میں مہدی کا کوئی ذکر نہیں۔ برخلاف اس کے عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے اگر کسی مہدی نے آنا ہوتا تو اتنے بڑے امام ایک اہم مسئلہ کو کیونکر نظر انداز کر سکتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے وقت تک مسئلہ مہدی پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ پھر اس سے بڑھ کر جو مجتہد تمام امت میں نقادین و استدلالیہ مانے گئے ہیں یعنی حضرت امام محمد اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ اور حضرت امام مسلم نیشاپوری علیہ الرحمۃ انہوں نے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مہدی کا کوئی باب ہی نہیں بازعہا بلکہ ذکر تو الگ کیا

تک نہیں کیا جس سے پلایا جاتا ہے کہ وہ احادیث جو مہدی کے متعلق ہیں موضوع ہیں۔ اگر مہدی کا کچھ وجود نہ تھا تو ضرور یہ بزرگ ذکر فرماتے۔ حالانکہ ان بزرگوں نے عیسے علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے لیکن مہدی کا نہیں جس سے پلایا جاتا ہے کہ ان بزرگوں کے نزدیک کوئی مہدی آنے والا نہیں تھا اور اس بنا پر بعض محدثین نے اس حدیث پر زور دیا ہے کہ لا مہدی الا عیسیٰ بن مریمؑ کی جگہ عیسیٰ بن مریمؑ کے سوا کوئی اور مہدی نہیں۔

سوائے اسکے علامہ ابن خلدون مفردہ تاریخ ابن خلدون میں مہدی کی احادیث کا تفصیل وار ذکر کرتے ہوئے ہر حدیث کو مجروح و مخدوش قرار دیتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ احادیث موضوع ہیں۔

(نوٹ) مندرجہ بالا تحریروں میں مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے مرید مرزا حکیم خدا بخش صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ

(۱) مہدی کی حدیثوں کا یہ حال ہے کہ کوئی بھی جرح سے خالی نہیں

(۲) اور کسی کو صحیح حدیث نہیں کر سکتے (۳) دراصل یہ تمام حدیثیں کسی اعتبار کے لائق نہیں۔

(۴) مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں

(۵) مہدی کی حدیثیں سب مجروح اور مخدوش ہیں۔

(۶) اور ایک ذرہ بھی ان کا اعتبار نہیں (۷) اور ایک بھی ان میں سے صحیح نہیں۔

پس مرزا قادیانی اپنے دعویٰ مہدویت میں جھوٹا ہے کیونکہ جب اصل ہی صحیح نہیں تو فروغ کب صحیح ٹھہر سکتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے تشریف لانے کے بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں وہ حدیثیں صحیح جن ضعیف تر ہیں اور سن احمد شریف، سنن ترمذی شریف، سنن ابن ماجہ شریف، سنن ابوداؤد شریف، مشکوٰۃ شریف، مرقاۃ المفاتیح، اشعۃ اللہ، نظام الحق، فتح الباری، عمدۃ القاری، ارشاد الساری، کنز العمال، منتخب کنز العمال، فتوحات مکیہ، البیواقیت، والحوجز مجمع البحار، مکتوبات شریف، حضرت مجدد الف ثانی، مشارق الانوار، فتاویٰ حدیثیہ، معارف الراغبین، اقرب السائق، علامات قیامت، کتاب عقد الدرر فی احوال المنظر، کتاب عرف دردی فی اخبار المہدی، کتاب قول مختصر، کتاب شرب وردی فی مذہب المہدی، رسالہ ربان فی احوال مہدی آخر الزمان، کتاب توضیح فی تواثر ما جاؤ فی المنظر، الدجال، والشیخ، کلام مجدی فی خرمج المہدی۔ سنن نعیم بن حماد۔ امام محمد بن حسن اسدی کی کتاب مناقب شافعی۔ ابن المناوی۔ رسالہ حشریہ۔ منکر حکم۔ البغیم۔ مند البعلی۔ طبرانی ابن ابی شیبہ۔ امام متنفقری کی کتاب دلائل النبوة، تاریخ ابن عساکر، خطیب، بہیقی۔ امام قسطنطینی کی کتاب تذکرہ۔ عبد الزقاق۔ رویانی۔ مسند نزار، مسند عقیلی، سنن ابو عمرو عثمان بن سعد المقری۔ ابن مردویہ۔ زین۔ کتاب اللہ الشامہ۔ منہاج السنہ لابن تیمیہ۔ الصواعق المحترقہ۔ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کی کتاب سیف مسلول میں حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں حدیثیں آئی ہیں۔

(۲) موطا امام مالک، صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف میں حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں حدیثوں کا نہ ہونا

احادیث کے غیر معتبر ہونے کی دلیل نہیں ہے سنن ترمذی شریف باب ماجاء فی المہدی جلد ۲ صفحہ ۴۶ پر ان حدیثوں کو حسن صحیح کہا گیا ہے، سنن ترمذی صحاح ستہ میں شامل ہے،

(۳) اشیک مورخ ابن خلدون نے ان احادیث کا انکار کیا ہے اور اپنی تاریخ کے ”مقدمہ“ میں ان پر جرح کی ہے۔ مگر وہ ایک مورخ ہے نہ کہ محدث۔ مجدد دینؒ۔ مخدینؒ اور صوفیائے اپنی اپنی تصنیفات میں ان احادیث کو درج کیا ہے۔ اور قریباً سب معتبر کتابوں میں حضرت مہدی علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے۔

(۴) کتاب حج الکرامہ (مطبوعہ ۱۲۹۴ھ مطبع شاہ جہانی بھوپال) کے صفحہ ۳۹۸ پر ہے۔

قاضی محمد بن علی شوکانی بانیؒ در سالہ توضیح کفۃ ورد السؤال من بعض الاعلام عن الاحادیث الواردة فی ہولاءہل ہی متواترۃ اما لا فاقول اما الاحادیث الواردة فی المہدی فالذی امکن الوقوف علیہ منھا خمسون حدیثا انتھی ثم سیدھا بقولہ الاول والثانی الی اخر الحسین ثم قال فخذ لا خمسون حدیثا فیہا الصبیح والحن والضعیف الخبز وہی متواترۃ بلا شک ولا شبہ بل یصدق وصف التواتر علی ما ہودونھا علی جمیع الاصطلاحات المجرودۃ فی الاصول والی ہذا،

(۵) کتاب منہاج السنۃ النبویہ جلد ۲ کے صفحہ ۳۳۲ پر ہے ”واحادیث المہدی معروفۃ رواھا الامام احمد وابوداؤد والترمذی وغیرہم“

(۶) کتاب حج الکرامہ کے صفحہ ۳۵۶ پر ہے ”وغرضکہ احادیث بودن مہدی از اہل بیت نبوی و ذریت فاطمیؑ سجد شہرت انتفاضہ رسیدہ و در صحاح مروی گشتہ و اہل سنن بتخریجش پروا نہ و در بعض تخصیص با ولاد حسن و در بعض با ولاد حسین و در بعض بہرہ و علی سبیل التزید آیدہ و بعضی مطلق وارد شدہ کہ از قدرت باشد یا از اہل بیت یا از بنی فاطمہ“،

(۷) کتاب حج الکرامہ کے صفحہ ۳۵۱ پر ہے ”و محمد بن حسن اسنوی در کتاب مناقب شافعیؒ گفتہ متواتر شدہ است از انحضرت صلعم اخبار بکر مہدیؑ و بودن و سے از اہل بیت نبویؐ“

(۸) کتاب حج الکرامہ کے صفحہ ۳۸۸ پر ہے ”و در اشاء گفتہ چون احادیث وجود مہدی و خروج او در آخر زمان و بودن آن از قدرت رسول خدا صلعم از ولہ فاطمہ معلوم شدہ و ایں احادیث سجد تواتر معنوی رسیدہ پس انکار آن معنی ندارد و آن کہ در بعض احادیث آیدہ کہ لاجہدی الاعلیٰ بن مریمؑ پس با وجود آن کہ ایں حدیث ضعیف است نزد حفاظ و تاملش واجب است باین طریق کہ نیت قول مہدی را مگر مشورہ علیہ“

(۹) کتاب حج الکرامہ کے صفحہ ۳۸۶ پر ہے ”و ہر چند احادیث و اسرہ در وجود مہدیؑ آخر الزمان و ظهور و سے در آن آواں بنا بر کثرت طرق سجد شہرت و انتفاضہ و رسیدہ و انکار جمیع را از منکرین وجود و انہم پاشیدہ لیکن شک نیست

دکھ لکھ لکھ اکثر طرق و سببوں سے معلوم است لغفلت رجال اسانید و سوء حفظ یا ضعف یا سوء راے و غیر ذلک اما آنچه ازوے در سنن ترمذی ابوداؤد وابن ماجہ و نزہہ و حاکم و طبرانی و ابویعلیٰ موصل و دارقطنی و غیر ہم مروی گشتہ اصح است از غیر آن۔

(۱۰) کتاب منہاج السنۃ النبویہ کے صفحہ ۱۳۲ جلد دوم میں ہے

والحدیث الذی فیہ لا مہدی الا عیسیٰ بن مریم رواہ ابن ماجہ و هو حدیث ضعیف۔
(۱۱) کتاب حج الکرامہ کے صفحہ ۲۸۶، ۲۸۷ پر ہے

رواحال الدین محمد بن ابی بکر الاشجر در رسالہ الکلام المجہ فی اثبات خروج المہدی گفتہ حدیث لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم اخو جہ ابن ماجہ و خر جہ ابو الحسن الاجوی وقد اجاب عنہ الحفاظ کابی بلوچ بن العربی وابن عبد البر و قرطبین بانہ حدیث لا یصح لانہ الفرج بروایۃ محمد بن خالد الخدعی و هو معصوم کما قالہ البخاری و اختلف علیہ فی اسنادہ فتاویٰ و یوہ عن ابن عن الحسن عن النبی صلعم قال القریطی و الاحادیث عن النبی صلعم فی خروج المہدی ثابتہ اصح من هذا الحدیث فالحکم لہاد و نہ۔

+

خاکساری فتنہ

عہد حاضرہ کے نزدیک و ملحد و ملحد یعنی غیبت اللہ شرفی کے کفریہ عقائد اسی کی تحریر سے نقل کر کے ان کی مکمل تردید اس رسالہ میں موجود ہے۔ پیرزادہ محمد بہاء الحق صاحب قاسمی امرتسری نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے جس استعداد و قابلیت کا اظہار فرمایا ہے۔ اس کے لئے ہر سچے مسلم کو ان کامنوں ہونا چاہئے۔ رسالہ کا مکتبہ ایلکیشن کئی مضامین کے اضافہ کے ساتھ حال ہی میں شائع ہوا ہے، حجم ۱۰ صفحات، کتابت و طباعت عمدہ قیمت ۲۰ روپے خرچ محصول پاک

ملکی کا پتہ میجر رسالہ شمس السلام بھیرہ (پنجاب)

پیرزادہ قریبانی فراہم کر کے انکی قیمت بل یعنی آرڈر نام
ناظم خرم الیٰ نصیب بھیرہ بڑے طلباء دارالعلوم غریزیہ رسالہ ماکرمینوں

وسلما مع ضعف وثاقہ عن الحسن عن النبی عن النبی صلعم

حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں نہیں

شہزادہ یوز آسف کے حالات

کتاب اکمال الدین کے حوالے
(مولوی حبیب اللہ امرتسوی کے قلم سے)

واضح رہے کہ جماعت مرزائیہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں مثلاً کتاب البرتہ، راز حقیقت، ایام الصلح نور القرآن، ست یحییٰ، کشف الخطا، غنیمت برابین احمدیہ حصہ پنجم، کتاب الہدیٰ وغیرہ میں اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ ”سرنگر محلہ خانیاریں یوز آسف کے نام سے جو قبر موجود ہے وہ درحقیقت بلاشبک شبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔“ (راز حقیقت ص ۲)

آپ نے اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے ”کتاب الہدیٰ“ کے ص ۹ پر تحریر فرمایا ہے۔

وفوانر علی لسان اہلہا انہ قابر نبی کان ابن ملک وکان من بنی اسرائیل وکان اسمہ یوز آسف فلیس لہم من یطلب الدلیل واشتھر بین عامتھم ان اسمہ الاصلی عیسیٰ صاحب وکان من الانبیاء وھا جوالی کشمیری زمان مضی علیہ من نحو ۱۹ سنہ وانفقوا علی ہذا الانباء جل عندہم کتب قدیمہ توجہ فیہا ہذا القصص فی العربیۃ والفارسیۃ و منھا کتاب سہی اکمال الدین وکنت اخوی کثیرۃ الشہرۃ..... ثم مع ذلک کان یوز آسف سہی کتابہ الانجیل وما کان صاحب الانجیل الا عیسیٰ فخذ ما حصص من الحق واترك من الاقاویل وان کنت تطلب التفصیل فاقر کتابا سہی باکمال الدین متحد فیہ کل ما یدیکن العلیل، (فوطی) اسی کتاب اکمال الدین کا حوالہ مرزا قادیانی کے رسالہ راز حقیقت کے صفحہ ۱۸ اخبار بدروسہ، نومبر ۱۹۰۳ء ص ۳۰ اخبار الحکم سورہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۳ء کے ص ۳۰ رسالہ ریلوے اور ریلوے نواب ۱۰ ستمبر ۱۹۰۳ء کے ص ۳۹ پر دیا گیا ہے۔

ان کے علاوہ مرزا قادیانی کے مریدوں میں مولوی غلام رسول آف راچیک کے رسالہ ”التنقید“ کے صفحہ ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳

السید ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمیٰ ہیں یہ کتاب مطبوعہ ہے اور ایران میں ناصر الدین شاہ ایران کے عہد میں چھپی ہے تاریخ طبع ۱۳۰۱ھ ہے ضخامت کتاب ۲۸۳ صفحہ ہے۔ دیکھو انوار الفضل مورخہ اڑھائی صدی ۱۹۱۷ء میں نے اس کتاب کا عربی نسخہ تین دفعہ دیکھا ہے۔ اور بڑے غور سے اس کے صفحہ ۲۱۷ تا ۲۵۹ کا مطالعہ کیا ہے۔ ماہ مئی ۱۹۲۰ء میں انوار کے دن اور پھر ۲۹ مارچ ۱۹۳۰ء ہفتہ کے روز جناب سید علی حاضری صاحب لاہوری کے پاس کتاب دیکھی تھی۔ اور ماہ دسمبر ۱۹۲۲ء میں جمعہ کے دن قادیان میں مولوی فضل الدین احمدی کی وکیل کی ہرانی سے مجھے اس کتاب کے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔

اس کتاب کے علاوہ ایک اور کتاب ”شہزادہ یوز آصف وحکیم بلوہ“ نامی ہے یہ کتاب جناب مرزا صفدر علی صاحب سرجن نوج سرکار نظام دکن کی تالیف ہے۔ اور ۱۸۹۶ء میں ہندو عام پریس آگرہ کی چھپی ہوئی ہے۔ اس کے ۱۳۳ صفحہ ہیں اس کتاب کا حوالہ مرزا صاحب کی کتاب ”راہ حقیقت“ کے صفحہ ۲۰ پر موجود ہے یہ کتاب میرے پاس موجود ہے۔ ایک تیسری کتاب یوز آصف وبلوہ نامی شمس پریس دہلی کی چھپی ہوئی ہے۔ اس کتاب کے مؤلف جناب مولوی سید عبدالغنی صاحب عظیم آبادی ہیں۔ نواب محمد اعظم شاہ صاحب مرحوم کی تاریخ کشمیر موسومہ بتاریخ افضلی زبان فارسی کے حصہ پر بھی شہزادہ یوز آصف کا مختصر حال درج ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے مریدوں نے اپنی کتابوں میں اس کے بارے میں خدا کے بندوں کو بہت دھوکا دیا ہے اور پیٹ بکھر کر جھوٹ بولا ہے۔ اب میں اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہوں۔ اور قادیانی دھوکے کی دلال تزدید کرتا ہوں۔ ذیل میں کتاب شہزادہ یوز آصف وحکیم بلوہ سے شہزادہ یوز آصف اور اس کے باپ کے حالات مختصر طور پر درج کرتا ہوں۔ وَمَا قَدِيقِي اَلَا جَاللہُ عَلَیْہِ فَوَکَلْتُ وَالِیْہِ اَنْیَبُ

شہزادہ یوز آصف کے باپ کا حال

از کتاب اکمال الدین ص ۳۱۷

ترجمہ، اگلے زمانے میں ایک بادشاہ صاحب شکر جزار و مالک ملک وسیع ہندوستان میں گزرا ہے بڑا عجب اس کا رعایا پرچھایا ہوا تھا۔ اور ہمیشہ دشمنوں پر ظفر بیاں رہتا تھا۔ اس پر بھی اس کی طبیعت میں خواہش غالب تھی۔ دنیوی لذتیں حاصل کرنے میں اور زرے اڑانے میں اور کھیل کود میں اور اپنی خواہش پوری کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھتا تھا۔ اور اس کا بڑا شیخوہ اور رومنت صادق وہ شخص تھا۔ جو اس کی بدافالیوں کی تصریحات کرتا رہے۔ اور اسکی بدکاریوں کو اچھا طائر کرے۔ اور بڑا بنواہ اور دشمن اس کے نزدیک وہ شخص تھا جو اسے ایسی حرکتیں ترک کرنے کو کہے۔ اور یہ ابتداء جو انی اور کم سستی میں سخت نشین ہو گیا تھا۔ اور بہت صاحب فہم اور خوش بیان تھا۔ اور تدریک ملک بند و سبت رعایا سے خوب ماسر تھا۔ اور سب لوگ اس کے ان اوصاف کو جانتے تھے۔ اس سبب سے اس کے فرمانبردار تھے۔ اور بڑے بڑے سرکش او

اہل رائے اس کے تابع حکم و بندہ فرمان تھے۔ اور کچھ جوانی کی سیوشی میں، کچھ بادشاہی کے نشہ میں، کچھ شہوت و خود بینی کی مستی میں وہ سرشار ہو تھکے، دشمنوں پر فتیاب ہونے سے اور رعایا کے میطیع و فرمانبردار رہنے سے یہ نشہ اور بھی چوگنا ہو گیا تھا۔ اور بہت غرور و تکبر کیا کرتا تھا۔ اور ب کو حقیر سمجھتا تھا۔ اور لوگوں کی تعریف اور خوشامد سے اس کو اپنے کمال عقل و خوبی رائے پر بھروسہ بڑھتا ہی جاتا تھا۔ اور تحصیل دنیا کے سوا اس کی کوئی آرزو اور مقصد نہ تھا۔ اور دنیا کو جس طرح سے وہ چاہتا اسی طرح آسانی اسے حاصل ہو جاتی تھی۔ لیکن اس کے ہاں کوئی لڑکا نہیں ہوا تھا۔ لڑکیاں ہی تھیں۔ اور اس کے بادشاہ ہونے سے پیشتر اس ملک میں دینداری بہت پھیلی ہوئی تھی۔ اور بہت سے دیندار لوگ تھے۔ شیطان نے اسکے دل میں دین سے عداوت اور دینداروں سے دشمنی پیدا کر دی۔ اور اہل دین کو ایذا رسانی کرنے لگا۔ اور اپنے زوال سلطنت کے در سے ان لوگوں کو اپنے ملک سے نکال دیا۔ اور بہت پرستوں کو اپنا مقرب کیا۔ اور ان کے لئے سونے چاندی کے بت بنوائے اور ان کو اور ب پر بزرگی دی۔ اور ان بتوں کو سجدہ کیا۔ جب لوگوں نے یہ حال دیکھا۔ تو وہ بھی بتوں کو پوجنے لگے اور دینداروں کی توہین کرنے لگے۔“

شہزادہ یوز آسف کی پیدائش

از کتاب احوال الدین ص ۳۳

”سرجمہ“ اسی زمانہ میں جبکہ بادشاہ کو کوئی امید لڑکا ہونے کی باقی نہ رہی تھی۔ اس کے ہاں ایک ایسا خوش حال لڑکا پیدا ہوا جس کا ثانی چشم روزگار نے نہ دیکھا ہوگا۔ اس لڑکے کے پیدا ہونے سے اتنی خوشی بادشاہ کو ہوئی۔ کہ قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے۔ اور اس نے یہ گمان کیا کہ جن بتوں کی ان دنوں میں پرستش کیا کرتا تھا۔ انہوں نے یہ فرزند اسے غایت کیا ہے۔ اسی خیال سے اس نے تمام خزانہ اپنا بت خانوں پر تقسیم کر دیا۔ اور رعایا کو حکم دیا۔ کہ سال بھر تک خوشی کریں۔ اور اس لڑکے کا نام یوز آسف رکھا اور اس کے طالع دیکھنے کے لئے مجنوں کو اور اہل علم کو جمع کیا۔ ان سب نے خود قائل کے بعد عرض کیا۔ کہ اس کے طالع سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اس قدر شرف و بزرگی اسے حاصل ہوگی۔ کہ ہندوستان میں کبھی کسی کو حاصل نہ ہوئی ہوگی۔ اور جتنے منجم تھے سب نے ہر زبان ہو کر یہی بات کہی۔ لیکن ان میں سے ایک منجم نے کہا۔ کہ میرا ایسا گمان ہے کہ اس لڑکے کے طالع میں جو شرف و بزرگی ہوگی وہ شرف آخرت ہے۔ اور یہ گمان ہے کہ یہ لڑکا عادل و کا اور اہل دین کا پیشوا ہونے والا ہے اور عقبی کے مرتبوں میں سے مرتبہ بلند پر فائز ہونے کو ہے۔ اس لئے کہ جو بزرگی اسکے طالع میں مجھے معلوم ہوتی ہے بزرگی دنیا کو اس سے کوئی نسبت نہیں ہے۔“ ایضا کتاب بلوہر ص ۱۱

یہ سنکر بادشاہ کو اس قدر صدمہ ہوا۔ کہ قریب تھا کہ لڑکا ہونے کی خوشی کے بدلے غم کرے۔ اور جس منجم نے یہ بات کہی تھی وہ بادشاہ کے اعتقاد میں سب مجنوں سے بڑھ کر سچا دانا اور معتمد تھا۔

بلوہر کا لنکا سے آنا

ترجمہ شہزادہ یوز آسف کی عقل و علم و کمال و فکر و تدبیر و فہم و برد و ترک دنیا کا شہرہ دور دور پھیل گیا۔ اور ایک شخص نے جو کہ اہل دین و اہل عبادت میں سے تھا۔ اور اس کا نام بلوسر تھا۔ انکلیں جہر سنی۔ اور یہ شخص بڑا عابد اور حکیم ناما تھا۔ اس نے دیا کا سفر کیا اور سولالط کی طرف آیا۔ اور شاہزادے کی ڈیوڑھی کا ارادہ ٹھان لیا۔ اور عابدوں کا لباس اٹار ڈالنا جروں کی سی وضع بنائی۔ اور اس لڑکے کی ڈیوڑھی پر آمد و رفت شروع کی۔ یہاں تک کہ بہت سے ایسے لوگوں سے جو بادشاہ کے لڑکے کے دوست و رفیق تھے اور اس کے پاس لایا جانے لگے تھے اس سے جان پہچان لگتی۔

حکیم بلوسر کا رخصت ہونا

اس کتاب اکمال الدین کے صفحہ ۲۶ تا ۲۵ میں حکیم بلوسر کی گفتگو اور عمدہ عمدہ تشلیلیں لکھی ہیں۔ آگے صفحہ ۲۵ پر ہے۔ ”جب بلوسر کی گفتگو یہاں تک پہنچی۔ تو یوز آسف سے رخصت ہوا۔ اور اپنے گھر کھڑک لٹ گیا۔ اور چند روز اس کی خدمت میں آمد و رفت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ بہتری و فلاح و ہدایت و صلاح کے دروازے اس کے لئے کھل گئے اور راہ حق اور دین روشن کی ہدایت اسے ہو گئی۔ پھر اس سے بالکل ہی رخصت ہوا۔ اور اس شہر سے چلا گیا۔ اور یوز آسف غمگین و تنہا و دلگیر رہ گیا۔ یہاں تک کہ وہ وقت آگیا۔ کہ وہ دینداروں میں اور عابدوں میں مل جائے۔ اور تمام خلق کو ہدایت کرے۔“

شہزادہ یوز آسف کا ارض سولالط میں واپس آنا

کتاب اکمال الدین کے صفحہ ۲۵، ۲۵، ۲۵ پر یوز آسف کا شاناز لباس اتارنا، محلات شاہی کو ترک کرنا، فرشتے کا اسکے پاس آنا درج ہے پھر صفحہ ۲۵۸ پر لکھا ہے:-

ترجمہ، اور ایک مدت تک اسی ملک میں وہ رہا۔ اور لوگوں کو دین حق کی ہدایت کی۔ بعد اسکے پھر سرزمین سولالط پر آیا۔ جو کہ اس کے باپ کا ملک تھا۔ جوہنی اس کے باپ نے جبرائیل کے آنے کی سنی، اور سوا و امرا و بزرگان ملک گئے ہوئے استقبال کے لئے آیا۔ اور سب نے اس کی عزت و توقیر کی۔ اور سب عزیز و آشنا و اہل فوج و اہل شہر اس کی خدمت میں آئے۔ بعد اسکے ان لوگوں سے اس نے بہت کچھ باتیں کیں۔

شہزادہ یوز آسف کا کشمیر میں آکر فوت ہونا

ترجمہ، پھر یوز آسف نے سرزمین سولالط سے انتقال کیا۔ اور بہت سے ملکوں میں شہروں میں پھرا۔ یہاں تک کہ سرزمین کشمیر میں پہنچا۔ وہاں پہنچ کر زمین کشمیر کو آباد کیا۔ اور اس ولایت کے سب لوگوں کو ہدایت کی۔ اور وہیں رہا۔ یہاں تک کہ اس کا وقت مرگ آن پہنچا۔ تو پہلے ایک مرید کو بلایا کہ اسے لوگ چلیں کما کر لے گئے اور وہ

اس نہ رگوار کی خدمت و ملازمت میں برابر رہا کرتا تھا۔ اور علم و عمل میں صاحبِ کمال ہو گیا۔ اس کو وصیت کی اور کہا میری روح کا عالمِ قدس کی طرف پرواز کرنا قریب ہے، چاہئے کہ آپس میں فرائض الہی کا خیال رکھو۔ اور حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف توجہ نہ کرنا۔ اور عبادت الہی کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ پھر اس نے یا جلد کو حکم دیا۔ اس کے لئے ایک عمارت بنائی جائے۔ اور اس نے اپنے پاؤں پھیلاوئے۔ اپنا سرخرب کی طرف کیا۔ اور اپنا چہرہ مشرق کی طرف کیا۔ اور پھر عالمِ بقا کی طرف رحلت کی۔

اشہزادہ یوز آسف و حکیم ابو سہر (ترجمہ کمال الدین)

(فحش) مندرجہ بالا حالات کے ہوتے ہوئے شہزادہ یوز آسف کی قبر کو ایسوع مسیح یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم کی قبر قرار دینا مسلمانوں کو مغالطہ دینا اور جھوٹ بولنا ہے۔ اور جھوٹ بولنے والے آدمی کے حق میں مزارِ اقا دینی کا فتویٰ یہ ہے۔
”ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹ ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔ چشمہ معرفت ص ۲۲۲ (باقی)

(نہٹے ۷) حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی نسبت مزارِ اقا دینی اور ان کے مرید جو کچھ مانتے ہیں اس کو مندرجہ ذیل نقشہ کے ذریعہ لکھا جاتا ہے۔

یوز آسف	حضرت مسیح ابن مریم
۱۔ یوز آسف کا باپ تھا	۱۔ حضرت مسیح بن باپ تھے
۲۔ یوز آسف کی ماں کا نام مریم نہ تھا۔	۲۔ حضرت عیسیٰ کی ماں کا نام مریم تھا۔
۳۔ یوز آسف کو انجیل نہ دی	۳۔ حضرت عیسیٰ کو نہ انجیل دی
۴۔ یوز آسف ملکِ ہندوستان نہیں	۴۔ حضرت مسیح شام کے رہنے والے تھے۔
۵۔ یہ امر ثابت نہیں۔	۵۔ حضرت مسیح چین میں مصر گئے تھے۔
۶۔ یہ امر ثابت نہیں	۶۔ آپ ایک مدتِ ناصری رہے
۷۔ یہ امر ثابت نہیں۔	۷۔ مسیح کو ہونے صلیب پر لٹکایا۔
۸۔ یہ امر ثابت نہیں۔	۸۔ آپ پھانسی پر مرنے لگے تھے ہاتھ پائے پھٹ گئے تھے
۹۔ یہ امر ثابت نہیں۔	۹۔ مریم عیسیٰ سے آپ کا علاج کیا گیا۔
۱۰۔ یوز آسف کے ساتھ ایسے واقعات	۱۰۔ واقعات عیسیٰ کو وقتِ مسیح نے عراقِ فارس

اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یوز آسف حضرت مسیح نہ تھے۔

نہٹے نمبر ۱۲ اور چونکہ اس قصہ کے بعض واقعات کو تم بدھ کی زندگی کے واقعات سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اس لئے اکثر عیسائی صاحبان کا ہمیشہ یہ خیال رہا ہے کہ شہزادہ یوز آسف کو تم بدھ کا ہی دوسرا نام ہے۔
رسالہ ریویو آف ریلیجنس جلد ۹ نمبر ۱ صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹ اس کا جواب یوں دیا گیا ہے۔

اگر سرسنگی کی قبر حضرت مسیح کی قبر ہوتی تو وہ دنیا کے کل بدھ مذہب کے پیروں کا مرجع ہونی چاہئے تھی۔ ریویو بات ماہ جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۳۹
ٹھیک اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر سرسنگی کی قبر حضرت مسیح ناصری کی ہوتی تو وہ دنیا کے

تحقیق المسائل

فتاویٰ قاسمیہ

استفسار ہندہ نے زید کو اپنے نکاح کا مختار اور وکیل بنایا۔ زید نے دو شخصوں کے روبرو خجکی شہادت شرعاً معتبر ہے۔ کہ دیا۔ کہ میں نے ہندہ بنت عمرو سے نکاح کر لیا۔ اور اس کے نفس کو اپنے لئے قبول کر لیا۔ تم گواہ رہو۔ کیا یہ نکاح شرعاً درست ہوگا؟

الجواب

اگر ہندہ نے وقت توکیل زید کو معین کیا۔ یعنی اس طرح کہا۔ کہ:-
 دو اے زید میں نے تجھ کو وکیل کیا۔ کہ تو میرا نکاح کسی شخص کے ساتھ کر دے، یا کہا کہ: جگے ساتھ تو چاہے میرا نکاح کرے، یا کہا کہ فلاں شخص کے ساتھ کر دے، تو ان صورتوں میں زید کا نکاح ذکر یافتہ منعقد نہ ہوگا چنانچہ تنویر و رد مختار میں ہے۔

كما للوکیل ذلك بخلاف ما لو وكلته بتزويجها من رجل فزوجها من نفسه او وكلته ان يتصرف في امرها او قالت له زوج نفسي ممن شئت له يصح تزويجها من نفسه كما في الخانية (كتاب النكاح باب الكفارة)

”قوله من رجل اي غير معين وكذا الملعين بالاولى“ (رد المختار)
 یعنی وکیل کے لئے اس کی گنجائش ہے۔ لیکن اگر عورت نے اس کو وکیل بنایا کہ کسی شخص کیساتھ میرا نکاح کر دے یا اس کو وکیل بنایا۔ کہ میرے بارے میں تجھے اختیار تصرف ہے یا کہا کہ جس شخص کے ساتھ تو چاہے میرا نکاح کرے تو ان سب صورتوں میں وکیل کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنے نفس سے نکاح کرے“ (رد مختار)

رد المختار میں ہے کہ غیر معین مرد کے ساتھ نکاح کر دینے کی توکیل سے جب وکیل کو جائز نہیں ہے کہ اپنے نفس سے نکاح کرے۔ تو معین مرد کے ساتھ نکاح کر دینے کی توکیل سے بطریق اولیٰ وکیل کو گنجائش نہیں ہے کہ اپنے نفس سے نکاح کرے

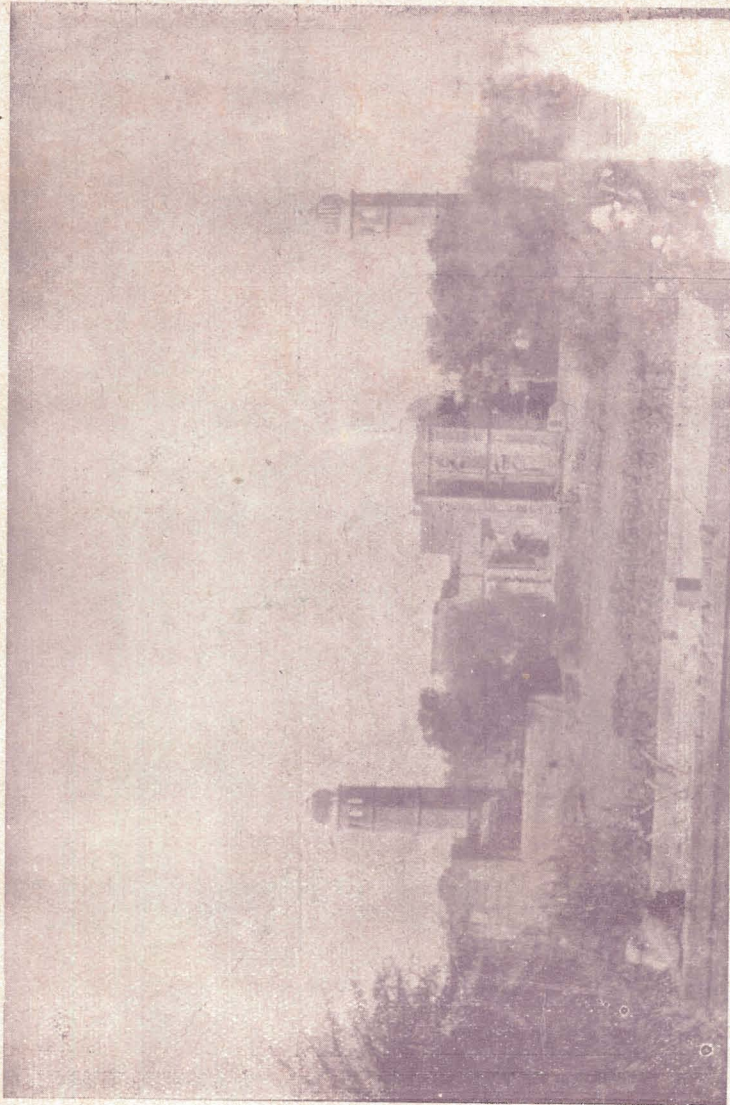
نمقہ

(حضرت علامہ مولانا مفتی سید غلام رسول الحنفی القاسمی الامیر ترمذی رحمہ اللہ)

سید محمد

۱۶۱





ہفت سیمینار کا صدر و ذہن کی تہذیبی تائید و اس میں مجلس مرکزی
خزائنہ دار جو پختہ شدہ ہے، دارالافتاء و دارالصلوات کے دفاتر و ان میں